عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ اکتوبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۳۷

ہاتھ کے دانت...

فتنے کے دور میں عبادت کا ثواب

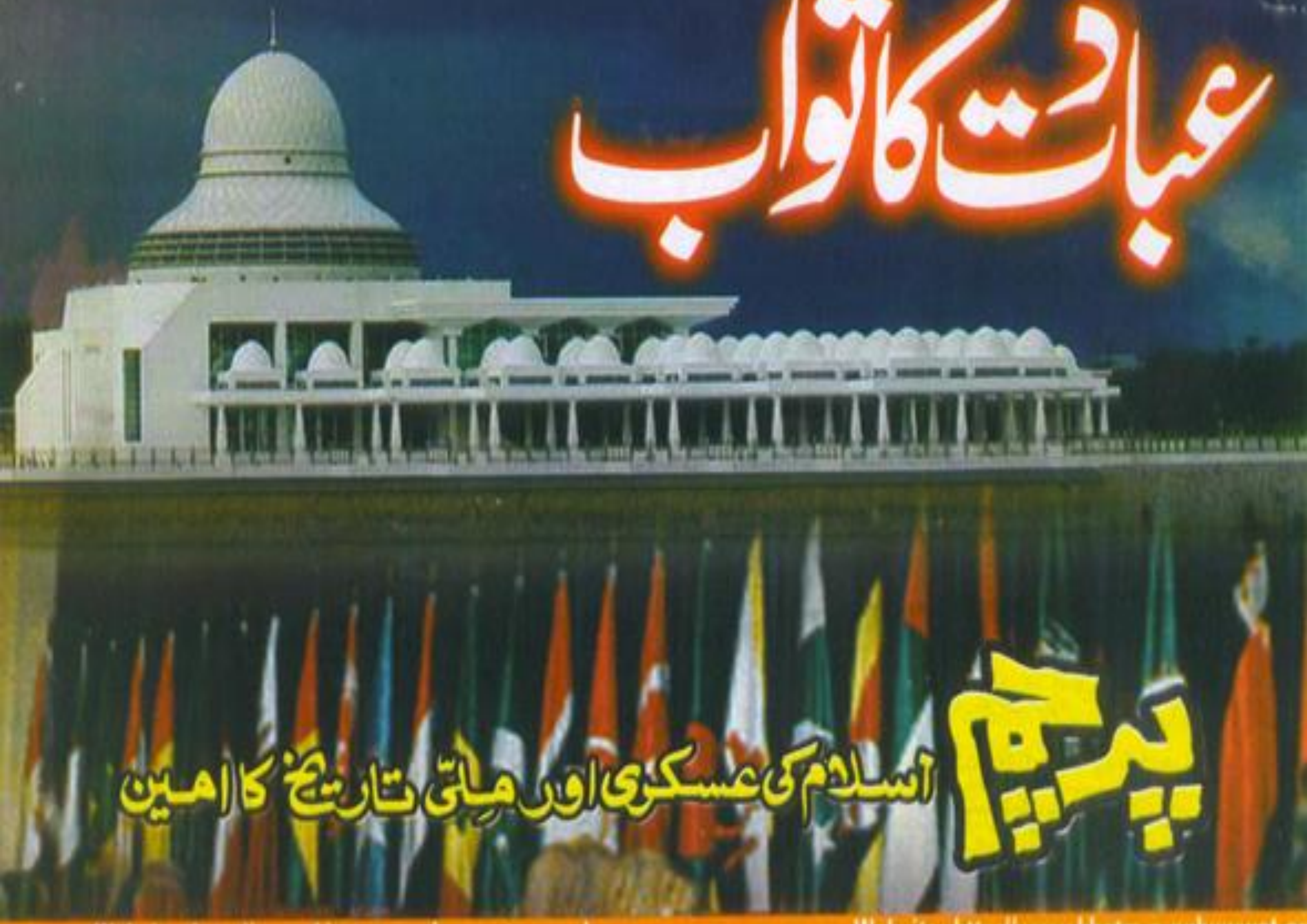

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ایسا خلال نہ کرنا جس سے دانت ہلنے لگیں

صابر علی، حیدر آباد

س:...... نماز کی کتاب میں پڑھا تھا کہ اگر دانتوں میں کچھ پھنس جائے تو اس کا نکالنا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوتا' یہ پڑھ کر میں خلال کرنے لگا' اب حالت یہ ہے کہ سیدھی طرف اور الٹی طرف کے دانت ہلنے لگے ہیں' سیدھے طرف کے اوپر کی داڑھ اور نیچی کی داڑھ کے تقریباً سارے دانت ہل رہے ہیں اور درد کرتے ہیں' بائیں طرف کا ایک دانت ہلنے لگا ہے' خلال سے پہلے نہیں ہلتا تھا' مزید خلال کرنے لگا تو شاید باقی دانت بھی ہلنے لگیں' میں چاہتا ہوں کہ خلال نہ کیا کروں اور خلال کئے بغیر غسل کرلیا کروں؟

ج:...... اگر دانتوں میں کچھ خلا ہے اور اس میں کچھ کھانا وغیرہ پھنس گیا ہے تو صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کو نہ نکالنے کی صورت میں بھی غسل فرض ادا ہوجائے گا' لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ خلال سے اس کو نکال لیا کریں' لیکن خلال کا یہ معنی نہیں کہ ایسا خلال کرے کہ دانت ہلنے لگ جائیں یہ صرف غسل فرض کی صورت میں ہے' غسل مسنون اور وضو میں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

سود کی نحوست

سعید اختر' سوات

س:...... مولانا صاحب ۱۹۹۲ء میں میرے والد صاحب ایک فیکٹری میں ملازم تھے' ۱۹۹۳ء میں وہ نوکری سے فارغ ہوگئے یعنی ان کی مدت ملازمت پوری ہوگئی، گورنمنٹ کی طرف سے چار لاکھ روپے ان کو بطور پنشن ملی، وہ تین لاکھ روپے مجھے دے دیتے ہیں' میں کسی کی دکان میں بطور سیلز مین کام کرتا تھا' وہ رقم لے کر میں بازار میں دکان کھول لیتا ہوں' پھر ایک سال بعد وہ دکان ختم ہوجاتی ہے' پھر میں گورنمنٹ سے بطور قرض تین لاکھ روپے (لون) لے لیتا ہوں' لیکن اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ مولانا صاحب میں ۱۹۹۳ء سے آج کی تاریخ تک قریباً بیس لاکھ روپے کا مقروض ہوں اور اس قرض کو ختم کرنے کے لئے میرے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے' سوائے اللہ تعالیٰ کے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے دیدیں؟

ج:...... اس سود کی نحوست اور لعنت کا اثر ہے جو آپ نے بینک سے لیا تھا' اس سے توبہ کریں۔

س:...... مولانا صاحب آج کل میں سوات میں ایک فرنیچر فیکٹری ہے' اس میں چوکیدار ہوں اور قرضداروں سے چھپ گیا ہوں' اپنے علاقے میں بھی نہیں جاسکتا ہوں' اگر جاؤں تو قرضدار تنگ کرتے ہیں' برائے مہربانی میرے لئے دعا فرمائیں اور اگر کوئی حل ہوسکے تو برائے مہربانی میرے مسئلہ کا کوئی حل فرمائیں شکریہ۔

ج:...... ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ قریش پڑھ کر دعا کیا کریں' اور مغرب یا عشاء کے بعد دو بار سورۂ واقعہ پڑھا کریں۔

کسی کو کچھ دیکر واپس لینا

رشید احمد' حیدر آباد

س:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کو تحفہ دے اور پھر اس تحفہ کو واپس لے لیا' یا کوئی شخص کسی کو قرض دے اور اس کو معاف کردے اور پھر اس بندے کو کہے کہ میں قرض معاف نہیں کرتا' میرا قرض واپس کرو' گویا ایسا ہے کہ ایک کتا، قے (الٹی) کردے اور وہ شخص کتے کی قے (الٹی) کو چاٹ لے، کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ اگر یہ روایت صحیح ہے تو مہربانی فرماکر آپ اس روایت کو شائع کردیں۔

ج:...... یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص:۲۶۰ میں اور اسی طرح ترمذی شریف میں ص:۳۵' ج:۲ میں ہے' مگر اس کے الفاظ یوں ہیں کہ: ''جس نے کسی کو کچھ دیا اور پھر اس سے واپسی کا مطالبہ کیا' اس کی مثال ایسے ہے جیسے کتے نے قے کرکے چاٹ لی۔'' اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہونے کا کہیں حوالہ نہیں ہے' البتہ حضرت عمارہ' حضرت ابن عمرو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں قرض کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ہے' آپ نے یہ حدیث کہاں سے لی ہے؟

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد: ۳۰ یکم تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ اکتوبر ۲۰۱۱ء شمارہ: ۳۷

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

متاثرین سیلاب اور کرنے کے کام	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
فتنہ کے دور میں عبادت کا ثواب	۷	مولانا محمد عمران اشرف
پرچم: اسلام کی عسکری اور ملی تاریخ....	۱۰	شاہ مصباح الدین شکیل
فساد پھیلانے والے سخت ترین عذاب....	۱۵	قادر خان سیماب
۷ ستمبر... ایک تاریخ ساز دن (۲)	۱۵	مفتی خالد محمود
ہاتھی کے دانت کھانے کے اور....	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
37ویں یوم ختم نبوت کانفرنس، پشاور	۲۳	تفصیلی رپورٹ
مفتی محمد فرید نقشبندی کی رحلت	۲۷	فیضان الحق مجددی شاہ منصوری

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

حق تعالیٰ سے ملاقات کا اِشتیاق

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

''حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اِشتیاق رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۵)

اس حدیثِ پاک کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمادی ہے، صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! موت کو تو ہم میں سے ہر شخص ناگوار سمجھتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ تو موت ہے، اور موت ہر شخص کو طبعاً ناگوار ہے، تو گویا بالواسطہ حق تعالیٰ سے ملاقات بھی ناگوار ہوئی۔

اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عائشہ! یہ مطلب نہیں، بلکہ جب مؤمن کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے حق تعالیٰ کی رضامندی اور کرامت کی بشارت دی جاتی ہے، تب اس کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں رہتی، اور وہ حق تعالیٰ سے ملاقات کا مشتاق ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتے ہیں۔ اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب و سزا کی خبر دی جاتی ہے، اس وقت موت اور موت کے بعد کی حالت سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی چیز ناپسندیدہ اور مکروہ نہیں ہوتی، تب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۹۶۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیثِ پاک میں جس اِشتیاق کا ذکر ہے وہ نزع کے وقت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت عالمِ غیب سے پردہ اُٹھادیا جاتا ہے اور عالمِ آخرت کی چیزیں منکشف ہوجاتی ہیں، اس وقت مؤمن حق تعالیٰ کی رضا و رحمت اور آخرت کی نعمتوں کو دیکھ کر اس دُنیا کو چھوڑنے کے لئے بے تاب ہوجاتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اِشتیاق غالب آجاتا ہے۔ اس کے برعکس کافر پر جب عالمِ غیب منکشف ہوجاتا ہے اور وہ آخرت کے عذاب و سزا کا بچشمِ خود مشاہدہ کرتا ہے تو اس دُنیا کو چھوڑنا اس کے لئے بے حد ناگوار ہوتا ہے اور وہ کسی طرح بھی بارگاہِ خداوندی میں پیشی کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

یہاں چند چیزوں کا تذکرہ ضروری ہے۔

ایک یہ کہ موت اگرچہ ہر شخص کے لئے طبعاً ناگوار ہے، مگر چونکہ محبوبِ حقیقی سے ملاقات کا وہی ایک ذریعہ ہے اس لئے مؤمن شرعاً و عقلاً موت کو بھی بالواسطہ محبوب رکھتا ہے، اسی بنا پر صوفیہ کا ارشاد ہے:

''موت ایک پُل ہے جس سے گزر کر آدمی اپنے محبوب تک پہنچتا ہے۔''

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کا کیا پیارا شعر ہے:

صد شکر کہ آپہنچا اب گورِ جنازہ
لو بحرِ محبت کا کنارہ نظر آیا

اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ تلخ دوا مریض کو طبعاً ناگوار ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ جانتا ہے کہ دوا پینے سے شفا حاصل ہوگی، اس لئے وہ نہ صرف خوشی خوشی دوا پیتا ہے بلکہ اس کی قیمت بھی ادا کرتا ہے۔

دُوسری بات یہ کہ حدیثِ پاک میں موت کی تمنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ، اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ یَزْدَادُ، وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ۔''

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۷۴)

ترجمہ:... ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکے اور بدکار ہے تو ممکن ہے اسے توبہ اور معافی کی توفیق ہوجائے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے موت نہ مانگا کرو، اور اگر سوال کرنا ہی ہو تو یوں دُعا کیا کرو:

''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔'' (ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۶)

ترجمہ:... ''اے اللہ! مجھے زندہ رکھیے جب تک آپ کے علم میں میرے لئے زندگی بہتر ہو، اور مجھے وفات دیجئے جب آپ کے علم میں میرے لئے وفات بہتر ہو۔''

اس لئے مؤمن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ ہر دَم موت کے لئے تیار اور حق تعالیٰ شانہٗ سے ملاقات کا مشتاق رہے، لیکن موت کی درخواست نہ کرے، بلکہ زندگی کی جو مہلت اسے میسر ہے اسے غنیمت سمجھے، اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے، اور جو گناہ سرزد ہوگئے ان سے توبہ اِستغفار کرتا رہے، اور جو حقوق اس کے ذمے واجب الادا ہیں ان سے سبکدوش ہونے کی فکر کرے، اور جو حقوق اب تک ضائع کرچکا ہے ان کی تلافی کی کوشش کرے، تاکہ جب بھی بلاوا آئے تو جانے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہو، حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

متاثرین سیلاب اور کرنے کے کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

تقریباً دو ہفتوں سے ایک بار پھر ہمارے ملک کا اکثر حصہ قدرتی آفات میں گھرا ہوا ہے۔ ایک طرف صوبہ پنجاب ڈینگی وائرس کی لپیٹ میں ہے تو دوسری طرف صوبہ سندھ بارشوں اور سیلابی ریلوں کی زد میں ہے۔

صوبہ سندھ میں حالیہ بارشوں اور سیلابی ریلوں سے ۷۱ لاکھ انسان متاثر ہوئے ہیں، جس میں بچے، بوڑھے، بڑے، چھوٹے، مرد، خواتین سب شامل ہیں۔ ان بارشوں سے اٹھارہ لاکھ گھروں کو نقصان پہنچا ہے اور اور جانوروں کی اموات اس پر مستزاد ہیں، اس بنا پر اقوام متحدہ نے عالمی برادری سے امداد کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک اتنی بڑی تباہی کا تنہا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بارشوں سے تباہی و بربادی کی تفصیلات ملاحظہ ہوں:

”اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک + نیوز ایجنسیاں) اقوام متحدہ نے سندھ اور بلوچستان کے سیلاب متاثرین کی مدد کے لئے عالمی برادری سے ہنگامی طور پر ۳۵۷ ملین ڈالر کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک اتنی بڑی تباہی کا تنہا مقابلہ نہیں کرسکتا، سیلاب سے ۲۶ لاکھ کے قریب بچے متاثر ہوئے ہیں جن کی ہنگامی طور پر مدد کرنے کی ضرورت ہے، اتوار کو اسلام آباد کے مقامی ہوٹل میں سیلاب متاثرین کے لئے ریپڈ رسپانس پلان کے اجرا کے موقع پر وزیر اطلاعات فردوس عاشق اعوان کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے ہیومینیٹیرین کوآرڈینیٹر ٹمو پکالا نے کہا کہ مون سون بارشوں نے سندھ اور بلوچستان میں بڑے پیمانے پر تباہی کی ہے اور اس تباہی کی وجہ سے ۷۱ لاکھ لوگ متاثر ہوئے جن میں سے صرف ۲ لاکھ ۹۱ ہزار لوگوں کو ۸ ہزار ۶ سو ۱۸ کیمپوں میں رکھا گیا ہے۔ ۱۸ لاکھ گھروں کو نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس قدرتی آفت سے نمٹنے کے لئے عالمی برادری حکومت پاکستان کی مدد کرے، کیونکہ کوئی بھی ملک اتنی بڑی تباہی اور آفت کا تنہا مقابلہ نہیں کرسکتا، اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اطلاعات ونشریات فردوس عاشق اعوان نے کہا کہ سندھ اور بلوچستان میں سیلاب متاثرین کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، خلاف توقع مون سون بارشوں نے سندھ اور بلوچستان میں بڑے پیمانے پر تباہی مچادی ہے، بارشوں سے سندھ کے ۲۳ جبکہ بلوچستان کے ۵ اضلاع بُری طرح متاثر ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس تباہی کی بڑی وجہ تیزی سے موسمیاتی تبدیلی ہے، موسمیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں ان مشکلات اور تباہی سے نمٹنے کے لئے ضلعی، صوبائی اور وفاقی سطح پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی قائم کی ہے جو عوام کی مشکلات کم کرنے کے لئے بھرپور کام کررہی ہے، انہوں نے کہا کہ ان بارشوں سے ۱۸ لاکھ گھر متاثر ہوئے جبکہ ۲۰ لاکھ ایکٹر پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ انہوں نے سیلاب متاثرین کی مدد کے لئے عالمی برادری سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی حکومت عالمی برادری کی جانب سے دی جانے والی تمام امداد کو شفاف طریقے سے استعمال کرے گی۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹ ستمبر ۲۰۱۱ء)

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔ اس سرزمین میں جہاں سونا، چاندی، لوہا، تانبا جیسی معدنیات کے ذخائر

موجود ہیں تو وہاں گیس، نہریں اور پانی کے چشموں اور تالابوں کی بھی کمی نہیں، حالانکہ دنیا کے نقشے پر کئی ممالک اور خطے ایسے ہیں جو سالہا سال سے بارش کو ترس رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے سرزمین پاکستان کو اس سے بھی محروم نہیں فرمایا۔

ہر عقلمند اور ذی ہوش انسان جانتا ہے کہ جب ایک چیز کی کثرت وفراوانی ہو تو وہاں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس چیز کی حفاظت کی جائے، ایسے کارآمد بنایا جائے اور اس سے فائدہ ونفع اٹھانے کے ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لاکر اسے زیادہ سے زیادہ قابل منفعت بنایا جائے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم موجود ودستیاب اشیاء اور نعمتوں کی نہ تو حفاظت اور قدر کرتے ہیں اور نہ ہی ان اشیاء اور نعمتوں کو قابل نفع اور قابل استعمال بنانے کی سعی اور کوشش کرتے ہیں، بلکہ موجود چیز اور نعمت کی ناقدری اور ناشکری کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کو دعوت دینے میں لگے رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جو چیز انسان کی صرف بنیادی ضرورت ہی نہیں بلکہ ہر جاندار کی حیات کا اس پر مدار ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ”وجعلنا من الماء کل شیی حی“ ...اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے... اس کو اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی مخلوق کی تباہی وبربادی کا سبب اور ذریعہ بنادیتے ہیں، جیسا کہ قوم عاد، قوم نوح، فرعون اور اس کی قوم کی تباہی اور بربادی اس بارش، سیلاب اور پانی میں غرق ہونے سے ہوئی۔ یہ وہ قومیں تھیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کو اپنا مشن اور خواہشات کو اپنا معبود بنایا ہوا تھا۔

آج کون سا ایسا گناہ ہے جو سرزمین پاکستان پر علانیہ نہیں ہو رہا؟ قتل، چوری، ڈکیتی، بھتہ خوری، خیانت، جھوٹ، رشوت، سود، جوا، لاٹری، لوٹ کھسوٹ، ملاوٹ، شراب نوشی، زناکاری حتیٰ کہ ماہ مقدس میں روزہ خوری، نماز سے لاتعلقی اور قرآن کریم جیسی اللہ تعالیٰ کی مقدس اور لاریب کتاب کو اپنی گندی، متعفن اور بدبودار سیاست اور شہرت کے لئے بازاروں اور مبغوض جگہوں پر پھرانا، ان میں سے کون سا ایسا گناہ ہے جو علانیہ نہیں ہو رہا؟ اور کون سا ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت نہیں دے رہا۔ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے بہت سی قوموں کا احوال اور ان کی تباہی کا ذکر کیا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”فکلاً اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا، ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض، ومنھم من اغرقنا، وماکان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔“ (العنکبوت:۴۰)

ترجمہ:... ”پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر، پھر کوئی تھا کہ اس پر ہم نے بھیجا پتھراؤ ہوا سے، اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے، اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبو دیا ہم نے، اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے، پر تھے وہ اپنا آپ ہی برا کرتے۔“

۱:... ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک مسلمان اور انسان اپنے خالق اور مالک کی نافرمانی چھوڑ کر، سچا اور مخلص بندہ بن کر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگ جائے۔

۲:... گناہ کی جتنی شکلیں، صورتیں اور قسمیں ہیں، ان سب سے بیزاری اور برأت کا اعلان اور اظہار کرکے اللہ سے توبہ اور معافی کی درخواست کرے۔

۳:... پاکستانی قوم سے درخواست ہے کہ وہ رجوع الی اللہ کے ساتھ ساتھ اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے بھی دل کھول کر ان کی مدد ونصرت اور ان سے تعاون کرے۔

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ نے مولانا قاضی احسان احمد کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کردی ہے، جو مقدور بھر ان سیلاب زدہ بھائیوں کی خدمت کررہی ہے اور امداد کی پہلی کھیپ ضلع بدین کے لئے روانہ کردی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی مدد ونصرت فرمائے اور ہمہ قسم کی آفات وبلیات اور آزمائشوں سے ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

فتنہ کے دور میں عبادت کا ثواب

محمد عمران اشرف

بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص فتنے کے دور میں سب اختلافات اور لڑائی جھگڑے ختم کر کے عبادت میں لگ جائے، تو اسے بہت ثواب ملتا ہے۔ ذیل میں اس سلسلے کی چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم (صحابہ کرام) ایسے زمانہ میں ہو کہ جس میں اگر تم جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی عمل نہ کرو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں کسی نے ان باتوں پر جن کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سے دسویں حصہ پر بھی عمل کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا، اس زمانہ میں دین پر صبر کرنا انگارا کو تھامنے کی مانند ہوگا۔“

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے حلال طریقہ سے کھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا تو ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یہ بات تو آج کل لوگوں میں بہت پائی جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد کے زمانوں میں بھی ہوگی۔“ (یعنی ایسے لوگ بھی برقرار رہیں گے جو ان باتوں پر عمل کریں)۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم اس پر قادر ہو کہ تمہاری صبح اور شام ایسی ہو کہ تمہارے دل میں کسی کے بارے میں کوئی کھوٹ نہ ہو تو ایسا کرلو، پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے (اور جو یہ کام کرے) اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“

☆...... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری امت کے فساد کے زمانہ میں میری سنت پر عمل کیا، اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ میری سنت پر فساد کے زمانہ میں عمل کرنے والے پر شہید کا ثواب ہے۔

علم دین جاننے والا نجات پائے گا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو اخیر زمانہ میں سخت مصیبت کا سامنا ہوگا، اس میں صرف وہ شخص نجات پائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو ٹھیک ٹھیک پہچانا۔

گمراہ کن سیاست اور لیڈروں سے پرہیز:

☆...... حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت پر گمراہ کن لیڈروں سے ڈرتا ہوں اور جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی تو وہ قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر گمراہ کن لیڈروں سے اندیشہ ظاہر فرمایا، چنانچہ عصر حاضر میں تمام موجودہ لیڈروں اور سیاست دانوں کا حال دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ البتہ ساتھ ساتھ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ ایسے گمراہ کن لیڈروں سے دور رہنا چاہئے اور ان کے ماتحت رہ کر کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔

☆...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا اور میں کچھ افراد جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دیں گے جو بھی ان کی طرف آئے گا، وہ افراد ان کو جہنم میں ڈال دیں گے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کی پہچان بتا دیجئے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی ظاہراً ہماری ہی طرح ہوں گے، ان کی ہماری جیسی کھال ہوگی اور ہماری جیسی زبان ہوگی، میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر یہ فتنے ہمارے سامنے آئیں تو ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے تھام لو، میں نے کہا: اگر نہ کوئی جماعت ہو اور نہ کوئی امام ہو تو اس وقت ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: تمام فرقوں سے علیحدہ رہو، یہاں تک کہ اگر تمہیں درخت کی جڑ کھا کر گزارہ کرنا پڑے، تب بھی موت آنے تک یہی کرتے رہو۔“

اور انہی سے دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ”میرے بعد ایسے قائد اور لیڈر ہوں گے جو میرے راستہ نہیں چلیں گے

اور میری سنت پر عمل نہیں کریں، اور ان میں ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جن کے دل شیطانوں کے اور جسم انسانوں کے ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم ان لوگوں کو پائیں تو کیا کریں؟ تو آپ ؐ نے فرمایا: سنتے رہو اور حکم کی اتباع کرتے رہو، اگر چہ تمہاری پیٹھ پر مارا جائے اور تمہارا مال لے لیا جائے۔" (مسلم)

☆...... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہر جمعرات کی شام اپنے ساتھیوں کو خطاب فرما کر کہتے: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب نماز فوت کر دی جائے گی، عمارتیں بلند تعمیر کی جائیں گی، قسم اور گالی عام ہو جائے گی، رشوت اور زنا پھیل جائے گا، آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا جائے گا، جب تم یہ سب باتیں دیکھو تو نجات حاصلکرو، نجات حاصل کرو، آپ سے پوچھا گیا کہ نجات کیسے کیسے حاصل کی جائے؟ فرمایا: گھر کا فرش بن جاؤ (یعنی گھر سے بلا ضرورت قدم باہر نہ نکالو) اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو رکھو۔"

فتنوں سے جہاد:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے ایسے کوئی نبی نہیں آئے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی امت میں بھیجا ہو اور ان کے ایسے حواری اور صحابی (ساتھی) نہ ہوں، جو ان کی سنت پر عمل نہ کریں اور ان کی اقتدا نہ کریں، (البتہ) ان کے بعد ان کے ایسے جانشین آئے ہیں جو اپنی بات پر عمل نہیں کرتے اور کام وہ سر انجام دیتے ہیں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا؟ جو شخص ان سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے جو ان سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اس کے علاوہ اس کا ایمان ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں۔

قاتل نہ بنو:

حضرت خالد بن عرفطہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: اے خالد! بے شک میرے بعد نت نئے مسائل، فتنے، فرقے اور اختلافات ہوں گے، جب وہ زمانہ آ جائے تو اگر تم قاتل بننے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے مقتول بندے بننے کی طاقت رکھو تو بن جاؤ۔

بظاہر اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تم کسی کو قتل کر کے قاتل نہ بنو، اگر چہ تمہیں اس کے بدلے قتل کر دیا جائے، کیونکہ قاتل جہنم کے دائمی عذاب کا مستحق بنتا ہے، جبکہ وہ شخص جسے بلا وجہ قتل کر دیا جائے وہ شہید کے حکم میں ہوتا ہے، اس کے لئے جنت کا انعام ہی، لیکن اگر دو مسلمان بھائی باہم ایک دوسرے کو قتل کے در پے ہو جائیں اور پھر ان سے ایک قتل کر دے تو پھر حدیث نبوی کی رو سے قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے، قاتل کے جہنم میں جانے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ اس نے دوسرے کا خون کیا اور مقتول کے دوزخی ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں یہ آئی ہے کہ چونکہ وہ بھی دوسرے کو قتل کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا، اس لئے وہ بھی دوزخی ہوگا۔

آج جس قدر قتل ہو رہے ہیں، عموماً ان کی وجہ فتنوں کے سوا کچھ نہیں، قومی عصبیت اور فرقہ پرستی کے باعث ہزاروں جانیں ختم ہو جاتی ہیں، قاتل کو مقتول کی خبر نہیں ہوتی، نہ مقتول کو قاتل کا پتہ چلتا ہے، دوسرے فرقہ پرستی کے باعث ہزاروں جانیں ختم ہو جاتی ہیں، قاتل کو مقتول کی خبر نہیں ہوتی نہ مقتول کو قاتل کا پتہ چلتا ہے، دوسرے فرقہ کا جو شخص ہاتھ لگا ختم کر ڈالا اور اس کے ختم کرنے کے لئے بس یہی دلیل کافی ہے کہ وہ قاتل کے فرقہ میں سے نہیں ہی، چند انسانوں کے نرغوں کی جنگ نے ایسے ایسے آلات جنگ تیار کر لئے ہیں کہ شہر کے شہر تھوڑی سی دیر میں فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں، پھر تعجب اس پر ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے بھی دعویدار ہیں کہ ہم امن چاہتے ہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت اور فرقہ وارانہ قتل و قتال کے بارے میں فرمایا:

جس نے ایسے جھنڈے کے نیچے جنگ کی جس کے حق یا باطل ہونے کا علم نہ ہو اور عصبیت کی ہی خاطر غصہ ہوتا ہو اور عصبیت کے لئے ہی دعوت دیتا ہو اور عصبیت ہی کی مدد کرتا ہو تو اگر وہ مقتول ہوا تو جاہلیت کی موت قتل ہوا، دوسری روایت میں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور عصبیت کے لئے جنگ کرے اور عصبیت پر مر جائے، ایک صحابی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا۔ (مشکوٰۃ)

خدا تعالیٰ کو ناپسند سپاہی:

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے سپاہی ہوں گے، جن پر صبح بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کی حالت میں آئے گی اور شام بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کی حالت میں آئے گی، لہٰذا تم ان میں شامل ہونے سے بچو۔

صبر کرنا:

فتنوں کے زمانہ میں صبر کرنے کا ثواب بہت ہی احادیث میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے چند احادیث ذیل میں ذکر کی جا رہی ہیں:

حضرت زبیر بن عدیؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت انسؓ سے حجاج کے مظالم کی شکایت کی، تو انہوں نے فرمایا: تم صبر کرو، کیونکہ تمہارے اوپر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر یہ کہ اگلا اس سے بدتر ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو گے۔ یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

اس حدیث میں صبر کی تلقین کی گئی ہے اور اس کی وجہ سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ موت آ جائے گی۔ یہ

حدیث موجودہ دور میں حرف بحرف صادق آ رہی ہے کہ ہم خود اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ہر آنے والا دور گزشتہ سے بدتر ہوتا جا رہا ہے اور اسی طرح سلسلہ جاری رہے گا، پھر ہم کیوں صبر نہ کرلیں، تاکہ کم از کم ہمارے نامۂ اعمال میں ثواب کا اضافہ تو ہوتا رہے۔

حضرت عتبہ بن غزوانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک صبر کا زمانہ ہوگا، جس میں صبر پر ڈٹے رہنے کا ثواب تمہارے زمانہ کے پچاس صحابہ کرامؓ کے ثواب کے برابر ہوگا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”تمہارے بعد ایک صبر کا زمانہ ہے، جس میں صبر پر ڈٹے رہنا تم (صحابہ کرامؓ) میں سے پچاس شہدا کا ثواب حاصل کرنے کے برابر ہوگا۔“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صبر کے زمانہ میں صبر کا کتنا زیادہ ثواب ہے، یعنی کہ اگر کوئی شخص صبر کرے تو آج کے دور کے نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ کے پچاس شہیدوں کا ثواب مل جائے گا۔

موجودہ دور میں قتل وقتال کا بازار گرم ہے، بہت سے لوگوں کو ناحق قتل کردیا جاتا ہے، بے قصوروں کو ہلاک کردیا جاتا ہے، ان کے ورثا خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی اور بال بچوں پر اس وقت قیامت ٹوٹ پڑتی ہے اور ان کو صبر کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اگر یہی واقعہ کسی کافر خاندان میں پیش آتا تو اسے صبر دلانے کے لئے نہ کوئی بشارت اور خوشخبری دیتی، نہ ہی ثواب کا وعدہ ہوتا، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا ہے کہ اگر انسان کو کوئی صدمہ اور تکلیف پہنچے اور پھر اس پر وہ صبر کرلے تو بے حساب اجرو ثواب کا مستحق ہوجاتا ہے، اور جیسے کہ گزشتہ حدیث میں فرمایا گیا اسے پچاس شہیدوں کے برابر اجر دیا جاتا ہے، اسی طرح قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے لئے جو ان حالات میں صبر کرتے ہیں، زبردست خوشخبری اور بشارت عطا فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:

اور ہم ضرور بہ ضرور تم کو آزماتے رہیں گے، کسی قدر خوف، بھوک، مال و دولت، جانوں اور پھلوں میں کمی کے ذریعہ اور بشارت سنا دیجئے صبر کرنے والوں کو، وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ (ہم اللہ کے لئے ہیں اور بے شک ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) تو ایسے لوگوں پر (جو یہ کہتے ہیں) ان کے پروردگار کی جانب سے درود اور رحمت ہیں اور وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کسی مصیبت کے وقت صبر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور وہ شخص ہدایت پر ہے، لہٰذا صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے ابوذر! اگر تم ایسے ادنیٰ لوگوں کے درمیان ہو جیسے کھجور یا جو کا چھلکا، تو کیا کروگے؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتا دیجئے اس وقت کیا کرنا چاہئے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبر کرو، صبر کرو، صبر کرو، لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ اور ان کی اعمال میں مخالفت کرو (یعنی بُرے کاموں میں ان کی اتباع نہ کرو)۔ ☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ
این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

پرچم: اسلام کی عسکری اور ملی تاریخ کا امین

”ہجرت مدینہ“ سے اسلامی پرچم کی تاریخ کا آغاز ہوا

شاہ مصباح الدین شکیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت سے اسلامی پرچم کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ وہ سفر جو اسلام کی شوکت اور تاسیس مملکت الہیہ کا پیش خیمہ ہے۔ نبوت کے تیرھویں سال مکہ سے مسافران حق کا ایک مختصر قافلہ بڑی بے بسی اور رازداری کے عالم میں نکلا، جو دو اونٹوں اور چار افراد پر مشتمل تھا۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر اللہ کے رسول مہاجر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور دوسری اونٹنی پر یار غار، رفیق دم ہجرت حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے وفادار غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ کے ساتھ سوار تھے۔ ایک قابل اعتماد راہ داں عبداللہ بن اریقط راستہ بتانے کے لئے مہار لئے آگے چل رہا تھا، وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔

ادھر سرداران قریش نے اس مقدس قافلے کے قائد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر سو سرخ اونٹوں کے انعام کا اعلان کر رکھا تھا۔ اسی لالچ میں بنی مدلج کے سردار سراقہ بن مالک بن جعشم نے قدید کے قریب تعاقب کیا۔ اس کے گھوڑے کے پاؤں ریت میں دھنس گئے، وہ اس معجزے پر پروانۂ امن کا طالب ہوا، قافلہ آگے بڑھا، بنی خزاعہ کے ام معبد کے خیمے پر مختصر قیام کے بعد قبا کی جانب بڑھنے لگا، اس کے مضافات میں پہنچے تو بنی اسلم کا سردار اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ آموجود ہوا۔ یہ بھی سو سرخ اونٹوں کی لالچ میں قافلے کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ قریب پہنچا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہے؟ عرض کیا: میرا نام بُریدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ روکنے والے سے مخاطب ہوکر پوچھا: تو کس قبیلے سے ہے؟ جواب دیا قبیلہ اسلم سے، ارشاد ہوا پھر تو ہمارے لئے خیر اور سلامتی ہے۔ مزید دریافت فرمایا: قبیلہ اسلم کے کس خاندان سے تعلق ہے؟ عرض کیا: بنی سہم سے، یہ سن کر لسان وحی ترجمان سے بے اختیار نکلا: ”اے جوان! پھر تو تجھے اسلام سے بڑا سہم (حصہ) مل گیا۔“ یہ سن کر بریدہ بن حصیب اسلمی نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول۔

مختلف مسلم حکمرانوں نے اپنی مملکتوں کی ضرورتوں کے مطابق پرچم میں تبدیلیاں کیں

افصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم کا موثر مکالمہ اور نور نبوت سے منور چہرہ بے حد اثر انداز ہوا۔ بے اختیار رسالت کی گواہی دی اور قافلۂ ہجرت میں شریک ہوگیا۔ دولت ایمان سے سرشار قبا کی بستی کی جانب بڑھنے لگا، کافی راستہ طے کرچکا تو عرض کیا: یارسول اللہ! اب جب کہ کوکب نبوی قبا میں داخل ہو رہا ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپؐ کے ساتھ پرچم بھی ہو جو کاروان حق کی نشان دہی کرے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا اور اپنے عمامۂ مبارک کو اتار کر اپنے دست مبارک سے نیزے پر باندھا اور بطور پرچم بریدہ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے فخر و شادمانی سے جھوم کر فضا میں لہرایا، پھر سردار کشور رسالت کے علمبردار کی حیثیت میں آگے آگے چلنے لگے۔ ان کی زبان پر نعرۂ تکبیر کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی تھا کہ: امن کا بادشاہ، صلح کا حامی اور دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کرنے والا تشریف لا رہا ہے، یہ اسلام کا پہلا پرچم تھا۔

اس پرچم نبوی کو بلند کرنے کی سعادت ورود مدینہ کے ساتھ ہی حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی کے حصے میں آئی۔ ارشاد نبویؐ کے بموجب یہ ان کے حق میں اسلام سے بڑا حصہ تھا، جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ آخری پرچم بھی انہوں نے بلند کیا تھا۔

قبیلۂ قریش کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل قریش جب کسی قبیلے سے لڑے تو انہوں نے سردار قریش قصیٰ کے ہاتھوں سے لواء (پرچم) پایا۔ یہ بھی ایک سفید کپڑا تھا جسے قصیٰ نے خود ایک نیزے سے باندھا تھا۔

ہجرت کا ساتواں مہینہ اور رمضان کے دن تھے کہ تیس شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ ابوجہل کی سرکردگی میں قریش کے شام سے لوٹنے والے تجارتی کارواں پر نظر رکھنے کے لئے عیص کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس مہم کا سالار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو بنایا گیا، جب یہ مجاہد روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیزہ لیا اور اس کے سرے پر سفید

پڑا باندھا تھا، سپہ سالاری کا یہ نشان حضرت امیر حمزہؓ کو عطا ہوا۔ سرداری کا یہ نشان اصل میں نصرت الٰہی کے سائے میں مسلمانوں کا پہلا جنگی پرچم تھا، جسے رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے تیار کیا تھا، جنگی پرچم کے ہاتھ میں آتے ہی اسد اللہ اور اسد الرسول اس سعادت و اعزاز پر جھوم اٹھے، بے اختیار رجز یہ اشعار زبان پر آئے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سب سے پہلے جو شخص سرفروشی کے لئے نکلا، وہ میں ہوں۔ اس کا پرچم کشا اللہ کا رسول ہے اور ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ یہ پرچم ایسا ہے کہ بہت عزت و شان والے معبود کی نصرت کے ساتھ ہے، اس کا ہر کام بہترین ہوتا ہے۔“

مدینے سے مہم روانہ ہوئی تو رسول اللہ کا عطا کردہ علم سالار لشکر کے ہاتھ میں تھا، آگے چل کر راستے میں یہ پرچم حضرت ابو مرثد غنویؓ کو تھما دیا گیا۔

اس مہم کے ایک مہینے بعد شوال ۱ ہجری میں دوسرا طلائی گرد دستہ ابو سفیان کی نگرانی میں آنے والے تجارتی کاروان پر نظر رکھنے کے لئے رابغ روانہ کیا گیا۔ اس میں ۶۰ مہاجر مجاہدین تھے۔ مہم کا سالار اپنے چچازاد بھائی عبیدہ بن حارثؓ کو بنایا۔ اس موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزے سے سفید کپڑا بندھا ہوا پرچم حضرت عبیدہؓ کو عطا فرمایا۔ یہ مسلمانوں کا دوسرا جنگی پرچم تھا جس کے راستے میں علمبردار حضرت مسطح بن اثاثہؓ بنے۔ اس مہم کی خاص بات دشمن کا حوصلہ گرانے کے لئے راہ خدا میں پہلا تیر چلانا تھا۔ یہ سعادت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حصے میں آئی۔

تاریخ اسلام کی تیسری فوجی مہم پر بھی ذوالقعدہ ۱ ہجری میں مہاجر ہی نکلے۔ یہ بیس افراد کا پیدل دستہ تھا جو شام کی تجارتی شاہراہ پر خرار کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو میر سپاہ بنایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید پرچم انہیں عطا فرمایا۔ مدینے کی سرحد پار کر کے میر سپاہ نے اسے حضرت مقداد بن اسودؓ کے حوالے کر دیا۔ خرار پہنچنے سے پہلے ہی تجارتی کارواں اپنا پڑاؤ اٹھا چکا تھا۔

تینوں گشتی دستوں کا مقصد اہل مکہ کو باور کرانا تھا کہ مسلمان ان کی نقل و حرکت سے باخبر ہیں۔ ان مہموں کو ”سرایا“ کہا جاتا ہے۔ ”سریہ“ وہ عسکری مہم ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شریک نہیں ہوئے بلکہ کسی صحابی کو میر سپاہ بنایا۔

سریہ ہو کہ غزوہ ہر ایسے موقع پر مجاہدوں کے سروں پر پھریرے لہراتے۔ یہ نشان لواء، علم اور رایت کے نام سے یاد کئے جاتے۔ لواء وہ جھنڈا ہے جو نیزے سے باندھ کر لہرایا جاتا اور عام وقت میں لپیٹ لیا جاتا۔ لواء ہی کا دوسرا نام پرچم ہے، لواء چھوٹا اور رایت بڑا علم ہوتا۔ یہ دونوں میدان جنگ میں لہرائے جاتے۔ بڑے معرکوں اور جنگوں میں رایت بلند کیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رایت سیاہ رنگ کا تھا۔ ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا۔ علمبردار کا کام علم کو بلند رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا ہوتا۔ علم کو بلند دیکھ کر لشکر ڈٹا رہتا، لشکر آگے بڑھتا تو علمبردار بھی پیش قدمی کرتا۔

عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں پرچم بغیر کسی نشان کے سفید یا سیاہ کپڑے سے بنائے جاتے تھے

۱۲ر صفر المظفر ۲ ہجری (۱۴ر اگست ۶۲۳ء) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتال کی اجازت آئی۔

اجازت قتال کے بعد صفر ہی کے مہینے میں پہلی بار رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰ مہاجر مجاہدوں کے ساتھ شام سے آنے والے تجارتی کاروانوں کی گزر گاہ ودان کی جانب پیش قدمی فرمائی۔ اس کے بعد ابواء (جہاں حضرت آمنہ کا مزار ہے) کی جانب بڑھے۔ اس موقع پر سفید لوائے نبوی حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے ہاتھوں میں تھا۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس کی قیادت رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

ربیع الاوّل ۲ ہجری میں دوسرا غزوہ ہوا۔ بواط مکہ سے شام کی شاہراہ پر جحفہ کے قریب پہاڑی ہے۔ اس دفعہ دو سو صحابہؓ ہم رکاب تھے۔ مقصد ڈھائی ہزار اونٹوں پر مشتمل ایک قریشی کارواں کی مزاحمت تھا۔ اس موقع پر سفید رنگ کا لوائے نبوی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو عطا ہوا۔

جمادی الآخر ۲ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو مہاجرین جن میں شتر سوار اور پیدل دونوں شامل تھے، ابو سفیان کی سرکردگی میں مکہ سے شام جانے والے تجارتی کارواں سے تعرض کے لئے نکلے۔ مقصد قریش کو مرعوب اور خوفزدہ کرنا تھا۔ اس غزوے میں لوائے نبوی حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو عطا ہوا۔ ینبوع کے مقام ذی عشیرہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اسی لئے اسے غزوۂ ذی عشیرہ کہا جاتا ہے۔ غزوۂ ذی عشیرہ سے واپسی کے دس دن بعد ہی ایک قریشی سردار کرز بن جابر فہری نے مدینے کی چراگاہ پر شب خون مارا۔ نگراں حضرت ذرؓ کو قتل کر کے اونٹ اور بکریاں لے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو مہاجر مجاہدین کے ساتھ غارت ڈالنے والے سردار کا تعاقب فرمایا۔ اس غزوۂ سفوان میں لوائے نبوی حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔

۱۷ر رمضان ۲ ہجری کو حق و باطل کا پہلا عظیم معرکہ میدان بدر میں ہوا، جسے قرآن نے یوم الفرقان

کہا ہے۔ ۳۱۳ مجاہدین نے اپنے خون سے ملت کی تاریخ میں فتح کا پہلا عنوان لکھا۔ اس وقت تک بڑے جھنڈوں یعنی رایت کا رواج نہیں ہوا تھا۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے پرچم لے کر لڑا کرتا تھا۔ اس موقع پر رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا پرچم حضرت علیؓ کو عطا فرمایا، اس کا رنگ سیاہ اور نام ''عقاب'' تھا۔ انصار کا سیاہ رنگ کا پرچم حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں تھا۔ رایت یعنی بڑے علم کے بلند کرنے اور حفاظت کرنے کی سعادت حضرت مصعب بن عمیرؓ کے حصے میں آئی۔ غزوۂ بنی سلیم (قرقرۃ الکدر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو لوائے نبوی عطا فرمایا۔ یہودیوں سے پہلے معرکہ حصار بنی قینقاع میں علم برداری کا شرف ایک بار پھر حضرت امیر حمزہ کے حصے میں آیا۔

شوال ۳ ہجری میں ایک بار پھر کفار قریش اور مسلمانوں کا آمنا سامنا میدان اُحد میں ہوا۔ اس غزوے میں رایت کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ بنی اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ اور بنی خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ اپنے اپنے قبیلے کے پرچم اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت مصعبؓ نے جس ہاتھ سے جھنڈا اونچا کر رکھا تھا، ابن قمیہ کافر نے اسے کہنی سے کاٹ ڈالا۔ علمبردار نے اسے دوسرے ہاتھ میں سنبھال لیا، زبان پر آیات قرآنی کا ورد تھا، ابن قمیہ گھوڑے کو موڑ کر پھر حملہ آور ہوا، دوسرا ہاتھ بھی کٹ کر گر گیا۔ اللہ رے شوق شہادت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ علم کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے جوڑ کر گرفت میں رکھا۔ ابن قمیہ غصے سے لال پیلا ہو گیا اور دور ہی سے نیزہ پھینکا جو ان کا سینہ چھیدتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ مجاہد لڑکھڑا ہی رہا تھا کہ ان کے بھائی ابوالروم بن عمیرؓ نے دوڑ کر رایت نبوی سنبھال لیا۔

۵ ہجری کے غزوۂ خندق یا احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجروں کا علم حضرت زید بن حارثہؓ کو اور انصار کا حضرت سعد بن عبادہؓ کو عطا فرمایا۔

غزوۂ خندق کے فوری بعد ہی بدعہد یہودیوں کی سرکوبی کے لئے غزوۂ بنو قریظہ ہوا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۷۰۰ مجاہدین تھے۔ لوائے نبوی حضرت علیؓ کے ہاتھ میں لہرا رہا تھا۔ اس سے پہلے ۴ ہجری میں بنی نضیر کے یہودیوں سے غزوے میں بھی لوائے نبوی حضرت علیؓ کو عطا ہوا تھا۔

یہودیوں سے سب سے بڑا معرکہ ۷ ہجری میں خیبر میں ہوا۔ اس میں صرف بیعت الرضوان کے صحابہ کرامؓ نے حصہ لیا۔ قلعہ قوص پر حملے کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص لوائے نبوی حضرت علیؓ کو اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمایا۔ اس کا

غزوۂ خیبر میں لوائے نبوی حضرت علیؓ کو عطا کیا گیا جو حضرت عائشہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔

رنگ سیاہ تھا اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔ قوص کا مضبوط قلعہ حضرت علیؓ ہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔

جمادی الاول ۸ ہجری میں مسلمانوں کا پہلا معرکہ عیسائیوں سے شام کے شہر موتہ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدی دعوت اسلام کا نامۂ مبارک حاکم بصریٰ کے پاس لے جا رہے تھے کہ قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار مجاہدین کا لشکر موتہ روانہ فرمایا۔ حضرت زید بن حارثہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور انہیں کو علم بھی عطا ہوا۔ اب انہیں اختیار تھا کہ علم خود رکھیں یا کسی اور کے سپرد کر دیں۔ اس معرکے کے سوا ہر غزوے میں سپہ سالار اور علمبردار جدا جدا ہوتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے علم لیا اور بڑھ کر حملہ کیا۔ وہ شہید ہوئے تو حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے علم سنبھال لیا۔ دشمنوں نے ان کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ یہ ہاتھ بھی قطع ہوا تو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں کا حلقہ بنا کر علم کو سینے سے لگا کر بلند رکھا۔ اس حالت میں بھی اسے سرنگوں ہونے نہیں دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے علم نبوی سنبھال لیا۔ جب ان کا وقت شہادت آیا تو حضرت ثابت بن احزمؓ نے علم نبوی کو ہاتھ میں لے لیا۔ مجاہدوں کو آواز دی: علم سنبھالے ہوئے ہوں تم کسی کو امیر بنالو۔ جواب ملا: اللہ تعالیٰ نے یہ علم تمہارے ہاتھ بلند کروایا ہے تم ہی امیر ہو، کہا: میں اس کا اہل نہیں اور علم نبوی حضرت خالد بن ولیدؓ کے حوالے کرتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ فن حرب کے ماہر ہیں، یہی موقع تھا کہ زبان وحی ترجمان سے مدینے میں ارشاد ہوا اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے اسلام کا علم سنبھال لیا۔

۸ ہجری میں رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ کی جانب پیش قدمی کی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی سرحدوں میں فاتحانہ داخل ہوئے تو مہاجرین کا لوائے نبوی حواریٔ رسول حضرت زبیر بن عوامؓ کو عطا ہوا۔ انصار کا علم پہلے حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا، پھر ان کے صاحبزادے حضرت قیس بن عبادہؓ کو دیا گیا۔ ہر قبیلہ اپنا اپنا پرچم علیحدہ اٹھائے ہوئے تھا۔ مکہ میں چاروں طرف سے مجاہدین داخل ہوئے اور افواج کا اجتماع جبل ہند پر ہوا۔ یہیں حجون کی جگہ درمیان میں علم نبوی نصب کر دیا گیا، جس کا رنگ سفید اور زرد تھا۔

مکہ فتح ہوا تو عرب کے اکثر قبائل نے اسلام قبول کر لیا۔ بنی ثقیف اور بنی ہوازن اپنی طاقت اور وسائل کے بل بوتے پر جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ مجاہد اعظم رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے کوچ کیا۔ آپ کے ہمراہ بارہ ہزار مجاہدین تھے جن میں دو ہزار نومسلم بھی شامل تھے جو مکہ کی فتح کے بعد ایمان لائے تھے۔ اس غزوۂ حنین کے موقع پر مہاجرین کا پرچم حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ رایت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عمرؓ اٹھائے ہوئے تھے۔ انصار میں اوس کا پرچم حضرت اسید بن حضیرؓ، خزرج کا حضرت سعد بن عبادہؓ اور رایت حضرت حباب بن منذرؓ کے پاس تھا، دیگر قبائل کے نامزد افراد بھی پرچم اور رایت بلند کئے ہوئے تھے۔

سریہ اوطاس میں علم حضرت ابو عامر اشعریؓ کو عطا ہوا، جب ایک تیر ان کے گھٹنے میں ترازو ہو گیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے لوائے نبوی تھام لیا۔

۹ ہجری کا غزوۂ تبوک حیات نبوی کا آخری غزوہ ہے، معرکۂ موتہ کے بعد شام کے حکمران غسانی نے قیصر روم کی مدد سے عیسائی عربوں کا ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ اس کا ارادہ مدینے پر لشکر کشی کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو ۳۰ ہزار مجاہدین دشمن کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ لشکر کا سب سے بڑا علم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو عطا ہوا۔ مہاجرین کا علم حضرت زبیر بن عوام، قبیلہ اوس کا حضرت اسید بن حضیبؓ اور خزرج کا حضرت ابودجانہؓ اٹھائے ہوئے تھے۔ انصار کے ہر خاندان کو حکم ہوا کہ اپنا اپنا پرچم الگ الگ تیار کریں۔ بنی نجار کا پرچم پہلے حضرت عمارہ کو عطا ہوا، پھر ان سے لے کر حضرت زید بن ثابت کو دیا۔ عرض کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی۔ فرمایا نہیں، تقدم کا حق اہل قرآن کو ہے اس معاملے میں زید کو تم پر سبقت حاصل ہے۔

پیر ۲۶ صفر المظفر ۱۱ ہجری کو خاتم الانبیاء رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کا آخری سریہ روانہ فرمایا۔ لوگوں کو جہاد روم کا حکم دیا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ ارشاد ہوا: ”اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور کفار کو کچل دو۔“ حالت مرض میں ہی حضرت اسامہؓ کے لئے پرچم باندھا اور یوں آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جہاد کے لئے آخری پرچم حضرت اسامہ بن زیدؓ کو عطا فرمایا۔ وہ لوائے نبوی اٹھائے مقام جرف گئے، جہاں لشکر اکٹھا ہو رہا تھا۔ یہاں انہوں نے لوائے نبوی حضرت بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ یہ بھی عجیب حسن اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر ہجرت کے آخری مرحلے میں قبا میں داخل ہو رہے تھے تو لوائے نبوی کو حضرت بریدہؓ ہی اٹھائے ہوئے تھے اور

سبز ہلالی پرچم اسلامی جمہوریۂ پاکستان کا قومی نشان اور امن و صلح اور اقلیتوں کے لئے رواداری کا ترجمان ہے

اب آخری لوائے نبوی بھی فضاؤں میں بلند رکھنے کی سعادت ان ہی کے حصے میں آئی۔

عہد نبوت کے یہ ان خوش قسمت افراد کا تذکرہ تھا جنہیں پرچم اسلام بلند کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ پرچموں کے نتیجے میں اہل ایمان جہاد و قتال کرتے رہے۔ آپؐ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس امانت کو سینے سے لگائے رکھا، پرچم اسلام کو لئے چار دانگ عالم میں پھیل گئے، پیغام حق کو ربع مسکون میں پھیلایا۔

ہمارا سبز ہلالی پرچم، ان ہی اللہ والوں کی یادگار اور امانت ہے۔ اس پرچم کی تاریخ ان عزائم کو دہراتی ہے جس کی نسبتیں صحابہ کرامؓ سے جا ملتی ہیں۔ یہ عہد نبوت اور خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں پرچم بغیر کسی نشان کے سفید یا سیاہ کپڑے سے بنائے جاتے تھے، بعد میں مختلف مسلمان حکمرانوں نے اپنی مملکتوں کی ضرورتوں کے مطابق اس میں تبدیلیاں کیں۔ مستطیل، مربع اور تکونی شکل کے جھنڈے بنائے۔ گنبد خضریٰ کی نسبت سے سبز رنگ کو ترجیح دی گئی۔ درمیان میں چاند، ستارے، تلوار وغیرہ کا اضافہ کیا گیا۔ بعض نے کلمۂ طیبہ لکھنا شروع کیا۔ بنی امیہ نے اپنے پرچم کے لئے سفید رنگ پسند کیا۔ بنی عباس نے سیاہ رنگ کو اپنایا۔

اکثر اسلامی ممالک کے جھنڈوں پر چاند کا نشان ہوتا ہے۔ اس نشان کو پرچم کا جزو بنانے میں سبقت ترک قوم کے حصے میں آئی۔ کہا جاتا ہے کہ قبل مسیح میں سکندر اعظم کے باپ فلپ مقدونی نے ترکی پر حملہ کیا، بہادر ترکی قوم نے حملہ پسپا کرنے میں صبح سے شام کر دی بالآخر جب افق پر ہلال نمودار ہوا تو خوش قسمتی نے انہیں فتح سے ہم کنار کیا۔ اسی کی یاد میں انہوں نے ہلال کو قومی جھنڈے پر فتح کا نشان قرار دیا۔ جب بقول علامہ اقبال:

”پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانوں سے“

یعنی ترک مسلمان ہو گئے تو اس قوم نے اپنی روایت کو برقرار رکھا۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان صلیبی جنگیں مسلسل چودہ سال ہوتی رہیں۔ اس کی ابتداً ۵۷۴ ہجری (۱۱۷۳ء) میں ہوئی۔ عیسائی افواج صلیب کو اپنا قومی نشان بنائے ہوئے تھیں اور صلیب ہی کے واسطے سے عیسائی حکمرانوں کو جمع کر رہی تھیں۔ ان صلیبی جنگوں میں بالآخر ۵۸۸ء (۱۱۸۷ء) میں

سلطان صلاح الدین ایوبی نے انہیں شکست فاش دی اور قبلۂ اول فلسطین پر اسلامی پرچم لہرایا۔ اس دوران صلیب کے مقابل میں ہلال (چاند) مسلمانوں کا علامتی نشان بن کر ابھرا۔

پاکستان کا سبز ہلالی پرچم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قومی نشان ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس کی وابستگی اس پرچم سے ہے جو ۱۹۰۶ء کو مسلم لیگ کی تشکیل کے وقت ڈھاکا میں لہرایا گیا تھا۔ اس جھنڈے کا رنگ سبز تھا اور درمیان میں سفید رنگ کا ہلال اور ستارہ تھا۔

سبز ہلالی پرچم مستطیل شکل کا ہے، اس کی لمبائی اور چوڑائی کی نسبت ۲:۳ ہے۔ ابتدائی تین چوتھائی حصہ گہرے سبز رنگ کا ہے، جس میں سفید ہلال اور پانچ کونی ستارہ ہے۔ ہلال ۴۵ درجے کے زاویے پر بنایا گیا ہے۔ ستارے کے پانچ کونے دین اسلام کے پانچ ارکان یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ترجمانی کرتے ہیں۔ سبز رنگ اسلامی ثقافت کی نمائندگی کرتا ہے اور اس مسلم لیگی پرچم کی یاد دلاتا ہے جس کے سائے تلے اسلامیانِ ہند آزادی کی جدوجہد کرتے رہے۔ سفید کپڑا پرچم کے ۱/۳ (ایک تہائی) حصے پر محیط ہے اور لکڑی سے لگا ہوا ہے، یہ امن و صلح اور اقلیتوں کے لئے رواداری کا ترجمان ہے۔ ☆☆☆

فساد پھیلانے والے سخت ترین عذاب کے مستحق

قادر خان سیماب

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد و فتنہ انگیزی پیدا کرے اور کھیتی کو برباد (اور انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (البقرہ)

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے:

''مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اپنے جذبات کا اتباع نہ کرو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔''

اسلام سلامتی کا دین ہے، امن و آشتی کا نظام ہے، ایک ایسا دین ہے کہ جو کمزوری کو ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلاتا ہے، فتنہ انگیزی کو جڑ سے اکھاڑ کر ملت کو ایک تار میں موتیوں کی طرح پرو دیتا ہے۔

لیکن آج قوانین الٰہی سے اعراض برت کر ہم اس جہنمی کیفیت کا شکار ہو رہے ہیں کہ جہاں ڈر و خوف کا دور دورہ ہوتا ہے۔

اصلاح اور فساد قرآن کریم کی دو اہم اصطلاحات ہیں اور ایک دوسرے کی ضد بھی صلح کے بنیادی معنی یہ ہیں کہ میں جس چیز کو جس حال میں ''ہونا'' چاہئے اس کا ٹھیک ٹھیک ایسی حال میں ہونا۔ فساد اس کی بالکل ضد ہے، اس کے بنیادی معنی ہیں: بگاڑ پیدا ہو جانا، جسے جس حالت میں ہونا چاہئے اس کا اس حالت میں نہ رہنا، ناہمواریاں پیدا ہو جانا، مضمحل ہو جانا، توازن بگڑ جانا۔

قرآن کریم کی رو سے فرد، معاشرہ یا اشیاء کائنات اس صورت میں اصطلاح پذیر ہو سکتی ہیں۔ جب وہ قوانین الٰہی کے مطابق کام کریں۔ لہٰذا جس معاشرہ کا نظام قوانین الٰہی کے مطابق نہ ہوگا، اس میں فساد رونما ہوگا جس کا نتیجہ تباہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہی احکام کی حکم عدولی کو عہد توڑنا قرار دیا ہے اور انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو فساد قرار دیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷ اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے کہ: ''ہلاکت فصل و نسل فساد ہے۔'' سورۂ بقرہ کی آیت ۲۰۵ میں مزید فرمایا کہ: ''فساد کیا ہے تو اس کا نتیجہ تباہی در تباہی ہے۔'' سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۶، نیز سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷ میں بتا دیا گیا کہ مفسدین ہی نقصان اٹھائیں گے۔ اس کے لئے بے شمار مثالوں میں ایک مثال فرعون کی دی کہ قوم فرعون کی تباہی کو دیکھو مفسدین کا انجام کیا ہوا؟

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فساد سے روکنے کو ضروری قرار دیا ہے اور نہ روکنے کو ہلاکت قرار دیا۔'' (الھود:۱۱۶)

دیگر یہاں تک کہ اگر فسادی باز نہ آئیں تو ان کے لئے کس قدر سخت سزا رکھی گئی ہے، جس کا تصور کرکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ارشاد ہے۔

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں، یہ دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب ہے۔'' (سورۂ مائدہ:۳۳)

''مومنین نہ سرکشی اختیار کرتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو اس لئے انبیاء کے توسط سے ہم کو نہیں پہنچایا تھا کہ آپس میں فتنہ انگیزیوں سے دنیا میں خود ہی تماشا بن کر رہ جائیں، آج امت مسلمہ کی نااتفاقی ضرب المثل بنتی جا رہی ہے۔

''خوف اور طمع میں قوانین الٰہی پر عمل اور ملک میں فساد مت پھیلاؤ۔'' (الاعراف:۵۶)

اگر اللہ تعالیٰ کے احکام سے اعراض برتنا عادت ہے تو جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے:

''مفسدین کے کام کبھی نہیں سنورتے۔'' (یونس:۸۱)

یہاں ایک بنیادی فرق صالحین اور مفسدین کے درمیان اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

''صالحین اور مفسدین کی زندگی ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔'' (سورۂ ص:۲۸)

۷ ستمبر..... ایک تاریخ ساز دن

۱۹۷۴ء کی تحریک کے حوالہ سے چند غلط فہمیوں کا ازالہ

آخری قسط

مفتی خالد محمود

اور اس تحریک کو اٹھانے اور پروان چڑھانے اور اس کے لئے رات دن جدوجہد کرنے والے مولانا تاج محمود صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اکا دکا واقعات کے علاوہ کہیں تحریک نے خطرناک شکل اختیار نہ کی۔ پُرامن جدوجہد کو مرزائی تشدد کی راہ پر ڈالنے میں ناکام رہے، البتہ حکومت نے فوری مطالبہ ماننے کی بجائے طویل المیعاد اسکیم تیار کی، اس سے وہ عوام کے حوصلے کا امتحان اور اپنی گلوخلاصی کی شکل نکالنا چاہتے تھے۔ بعض جگہ گرفتاریاں، بعض جگہ لاٹھی چارج اور اشک آور گیس استعمال ہوئی، لیکن مجموعی طور پر حالات کنٹرول میں رہے، حکومت نے اندازہ لگالیا کہ مسلمان، حضور علیہ السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، اب مسئلے کو حل کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔"

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ ۱۱۴)

ج:...... یہ تحریک کسی خاص طبقہ، کسی خاص جماعت، کسی خاص فرقہ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ پوری قوم اس پر متحد تھی، ہر طبقہ نے اس میں اپنی توفیق کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تمام مکتبہ فکر کے لوگ اس ایک مسئلہ پر متفق اور باہم شیر و شکر تھے اور اتحاد کے ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ بعد میں ایسے مناظر کے لئے آنکھیں ترستی ہی رہ گئیں۔ خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا:

"میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقۂ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔"

(فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف، صفحہ ۲۲۳)

د:...... یہ تاثر بھی دیا جاتا ہے کہ مولویوں نے دباؤ ڈال کر زبردستی اپنی بات منوائی ہے اور مسٹر بھٹو کو اس طرح گھیرے رکھا کہ وہ کچھ سوچ ہی نہ سکے۔ لیکن یہ تاثر بھی سراسر غلط ہے۔ علماء اور مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضرور کیا، اس کے لئے بھرپور تحریک بھی چلائی لیکن ایسا نہیں کہ اس مسئلہ پر غور و فکر کئے بغیر محض دباؤ میں آکر یہ فیصلہ کر دیا گیا، بلکہ اس پر ہر پہلو سے غور کیا گیا، بحث و مباحثہ ہوا، تفصیلات آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزائی اور لاہوری گروپ کو اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا، ان سے سوالات ہوئے، ان پر جرح ہوئی اور پوری آزادی کے ساتھ کھل کر انہیں اپنا موقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے، پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اس پر بحث و مباحثہ اور غور و فکر ہوا۔ اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸ اجلاسوں میں بحیثیت مجموعی 94 گھنٹے غور کیا۔ مرزا ناصر نے 11 دن میں ۴۱ گھنٹے ۵۰ منٹ تک اپنی شہادت قلمبند کروائی اور گیارہ دن تک ان کا بیان جاری رہا، لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی اور ان حضرات کو بھرپور موقع فراہم کیا گیا اپنا موقف اور اپنی صفائی پیش کرنے کا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی تاریخی قومی دستاویز 1974ء کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ نظر آئے گا کہ مرزا ناصر نے دجل و تلبیس اور دھوکہ سے کام لیا اور گول مول باتیں کر کے اسمبلی کا وقت ضائع کرتا رہا۔ متعدد ارکین نے مختلف اوقات میں مرزا ناصر پر اعتراضات کئے اور اسے ٹوکا کہ گواہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے مگر اس کے باوجود (یہ جانتے ہوئے بھی کہ مرزا ناصر غلط بیانی سے کام لے رہا ہے) اٹارنی جنرل نے ارکین اسمبلی سے درخواست کی کہ انہیں بولنے دیں، انہیں نہ ٹوکیں کہیں بعد میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی اور ہمیں اپنی بات کہنے سے منع کیا گیا۔ اور اٹارنی جنرل نے آخر میں بحث سمیٹتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا تھا:

"جناب والا! میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے اندر جو رہنما موجود ہیں، انہوں نے کافی سوچ بچار

کیا ہے اور ان کی انتہائی کوشش ہے کہ اس معاملہ کا ایک نہایت ہی مناسب اور منصفانہ فیصلہ ہو۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ جرح کے دوران میں نے امیر جماعت احمدیہ ربوہ پر واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ ایوان نہ تو کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور نہ ہی کسی کی دل آزاری کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایوان ایک منصفانہ فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی گزارشات کروں گا اور تمام حقائق اور واقعات کو اختصار کے ساتھ پیش کروں گا۔'' (تاریخی قومی دستاویز 1974ء، صفحہ ۳۰۱)

''دوسری بات جناب والا! جہاں تک شہادت کا تعلق ہے، میری کوشش ہوگی جو کچھ ریکارڈ پر شہادت موجود ہے، اسے مختصر طور پر پیش کروں لیکن بحیثیت اٹارنی جنرل، میں ایوان کا رکن نہیں ہوں، اس لئے نہ تو میں کوئی فیصلہ جج کی طرح دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض ہے کہ میں غیر جانبدارانہ طور پر اس ایوان کی امداد کروں۔ ہم سب کو احساس ہوگا کہ میں یہاں پر صرف ایک فریق کی نمائندگی یا دوسرے فریق کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ اس معاملہ میں بحیثیت منصف کے ہیں۔ اس لئے میرا فرض منصبی ہے کہ میں معاملہ کے دونوں پہلو آپ کے سامنے پیش کروں تا کہ نہ تو کوئی یہ محسوس کرے اور نہ کہہ سکے کہ یہ یکطرفہ کارروائی تھی اور اٹارنی جنرل نے اپنی حیثیت کا جائز یا ناجائز استعمال کرتے ہوئے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ میری ان مجبوریوں کے مدنظر اگر میں دونوں فریقوں کے نقطہ نظر یا دوسرے فریق کے نقطہ نظر کو بھی پیش کروں تو اسے صحیح انداز میں ہی سمجھا جائے گا۔''

(تاریخی قومی دستاویز 1974ء، صفحہ ۳۰۰)

خود اخبارات نے قومی اسمبلی کی کارروائی پر نہ صرف اعتماد کا اظہار کیا بلکہ اس طریقہ کار کی تعریف کی چنانچہ روزنامہ جنگ نے اپنے ۶ر ستمبر کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا:

''قومی اسمبلی کی اس کمیٹی نے قادیانی مسئلہ کو جانچنے پرکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس مقصد کے لئے طویل اور مسلسل اجلاس ہوتے رہے ان میں قادیانی فرقے کے سربراہ پر بھی تفصیلی جرح کی گئی۔ کمیٹی کی کارکردگی اور اس کی کارروائیوں پر حزب اختلاف کے اراکین کو کھل کر اپنی رائے دینے کا موقع ملا بلکہ حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین کو بھی اپنے ضمیر و اعتقاد کے مطابق رائے دینے کی پوری آزادی دی گئی۔''

(تحریک ختم نبوت 1974ء صفحہ ۲۲۱،۲۲۷)

اس لئے یہ کہنا یا تاثر دینا کہ زبردستی دباؤ ڈال کر فیصلہ کیا گیا بالکل غلط ہوگا کیونکہ مکمل غور و خوض کے بعد اور ہر پہلو کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا گیا۔

۵:...... اور یہ فیصلہ قادیانیوں کے حقوق غصب کرنے یا ان پر ظلم و ستم کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ خود قادیانیوں کے مفاد میں تھا کیونکہ قادیانی عقائد کی وجہ سے مسلمانوں نے کبھی بھی انہیں اپنے وجود کا حصہ تسلیم نہیں کیا شروع سے انہیں علیحدہ ہی سمجھا اس آئینی ترمیم سے ان کی حیثیت متعین ہوجاتی اور ان کے حقوق کا تعین ہوجاتا اور انہیں وہ حقوق دیے جاتے چنانچہ خود اس قرارداد میں جو قومی اسمبلی کے سامنے غور کرنے کے لئے پیش کی گئی اس میں یہ الفاظ تھے کہ ''مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب ترامیم کی جائیں۔'' اور حضرت مولانا بنوری صاحبؒ نے ۱۱رجون کو وزیر اعظم سے ملاقات میں یہ واضح کردیا تھا:

''اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیے گئے۔ تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت کے لئے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ذمی کی ہوگی اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی۔ اس طرح ملک میں امن قائم ہوجائے گا۔''

اور ۷ر ستمبر کے فیصلہ کے بعد حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا:

''مرزائیوں کی حیثیت قبل ازیں کفار محاربین کی تھی۔ اور قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد اس کی حیثیت پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کی ہے جن کو ذمی کہا جاتا ہے۔ (بشرطیکہ وہ پاکستان میں بحیثیت غیر مسلم کے رہنا قبول کرلیں۔ اس لئے کہ عقد ذمہ دوطرفہ معاہدہ ہے) اور کسی ذمی کے جان و مال پر ہاتھ ڈالنا اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں ایسے شخص کے خلاف نالش کریں گے۔ اس بناء پر تمام مسلمانوں کا فرض ہے

کہ ان کی جان ومال کی حفاظت کریں۔

مجلس عمل نے مرزائیوں کے سوشل بائیکاٹ کا جو فیصلہ کیا تھا۔ جو مسلمانوں کے دائرے اختیار کی چیز تھی۔ لیکن جن مرزائیوں نے قومی اسمبلی کا فیصلہ تسلیم کر کے اپنے غیر مسلم شہری ہونے کا اقرار کرلیا ہو اب ان سے سوشل بائیکاٹ نہیں ہوگا۔ اور جو مرزائی اس فیصلہ کو قبول نہیں کر رہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمانوں سے ترک محاربت پر آمادہ نہیں۔" (احتساب قادیانیت، صفحہ ۴۴۴)

لیکن افسوس یہ ہے کہ قادیانیوں نے آج تک آئین کا یہ فیصلہ تسلیم نہیں کیا اور وہ برملا آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں میں مصروف ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ترک محاربت کے لئے تیار نہیں۔

و:...... یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دینے کا مطالبہ 1974ء کی تحریک میں ہی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ قادیانی علیحدہ امت اور علیحدہ قوم ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ مطالبہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا تھا، علامہ اقبال کو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فیضان صحبت نے قادیانیوں کے خلاف ایک شعلہ جوالہ بنا دیا تھا، فتنہ قادیانیت کی سنگینی نے ان کو بے چین کر رکھا تھا اور وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدت ملت کے لئے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے، ان کی تقریر وتحریر میں قادیانی ٹولے کو "غداران اسلام" اور "باغیان محمد" سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ اقبال نے قادیانیوں کو بھی اور اس وقت کی حکومت کو درج ذیل مشورہ دیا تھا:

"میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔" (حرف اقبال ص:۱۳۷)

"میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا، اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟"

(حرف اقبال ص:۱۳۸)

علامہ اقبال کے اس مطالبہ کے بعد مجلس احرار نے اس کو اپنا مستقل مشن بنا لیا، مجلس احرار کے راہنما اپنی تقریروں میں مرزا غلام احمد اور مرزائی جماعت کی کفریات کو پیش کرتے، انہیں مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تقریباً ہر جلسہ میں کیا جاتا، ارباب اقتدار نے 1974ء کی تحریک سے پہلے اگرچہ کبھی بھی اس مطالبہ کو درخور اعتناء نہ سمجھا مگر بار بار یہ مطالبہ دہرانے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ مطالبہ راسخ ہوتا چلا گیا اور جب تحریک چلی تو پوری قوم نے اس مطالبہ کی حمایت میں آواز بلند کی اور اس مطالبہ کو منوا کر ہی دم لیا۔

اسی طرح جس عدالت میں بھی قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا تو ہر طرح کے دلائل اور شہادتیں سننے کے بعد ہر عدالت اسی نتیجہ پر پہنچی کہ قادیانیت اسلام سے علیحدہ ایک مذہب ہے اور قادیانیوں کا مسلمانوں اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اور صرف یہی نہیں کہ مسلمان انہیں علیحدہ ایک قوم سمجھتے رہے اور ان کی علیحدہ حیثیت کا مطالبہ کرتے رہے بلکہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ان سے تعلق رکھنا، ان میں شادی بیاہ کرنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔"

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔" (خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان، جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

اور مرزا بشیر اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ 169 پر لکھتا ہے:

"غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں

الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے...... اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔"

اور خود قادیانیوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳/ نومبر ۱۹۴۶ء)

اس لئے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء کرام کی لاج رکھی اور وہ اپنا مطالبہ حکومت سے منوانے اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا ورنہ وہ کبھی اس سوچ کے حامل نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ وہ متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کے داعی ہے یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتی کہ حضور اکرم ﷺ سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور اس جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارض حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں "تذکرہ" نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا۔

ختم نبوت کی 1974ء کی تحریک میں صرف یہی نہیں ہوا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ اس کے آثار ونتائج پر نظر ڈالی جائے تو اس تحریک کی وجہ سے بہت سے نتائج وقوع پذیر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے الفاظ میں۔ مثلاً:

"۱)...... پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر، مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

۲)...... ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی، تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر ونفاق واضح ہوگیا، اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہوگئے۔

۳)...... بہاولپور سے ماریشس، جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت کی بنا پر فیصلے دیئے۔

۴)...... "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی تحریک نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ وتسلط سے محفوظ کردیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

۵)...... بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہوکر مرتد ہوگئے تھے، جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے۔

۶)...... ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا، چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے، اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے، اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہوجاتے

تھے، اب بھی اگر چہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں، اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے، مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوان کا احساس کہتری ختم ہو رہا ہے، اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کے حصہ رسدی سے زیادہ کسی ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

۷)...... قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک "ربوہ" مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا، وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، حتی کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی، لیکن اب "ربوہ" کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے، وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ اور اب تو الحمدللہ "ربوہ" کا نام چناب نگر سے بدل کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی گئی ہے۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مدارس ومساجد، دفتر ولائبریری قائم ہیں۔

۸)...... قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے، لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

۹)...... پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

۱۰)...... پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا قابل تعزیر جرم قرار دیا جا چکا ہے۔

۱۱)...... سعودی عرب، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، اور انہیں "اسلام کے جاسوس" قرار دیا جا چکا ہے۔

۱۲)...... مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی، مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

۱۳)...... قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے، کہ پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دار الخلافہ "ربوہ" ہے، وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہو چکے ہیں، بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو رہی ہے، حتی کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔"

(تحفہ قادیانیت، صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

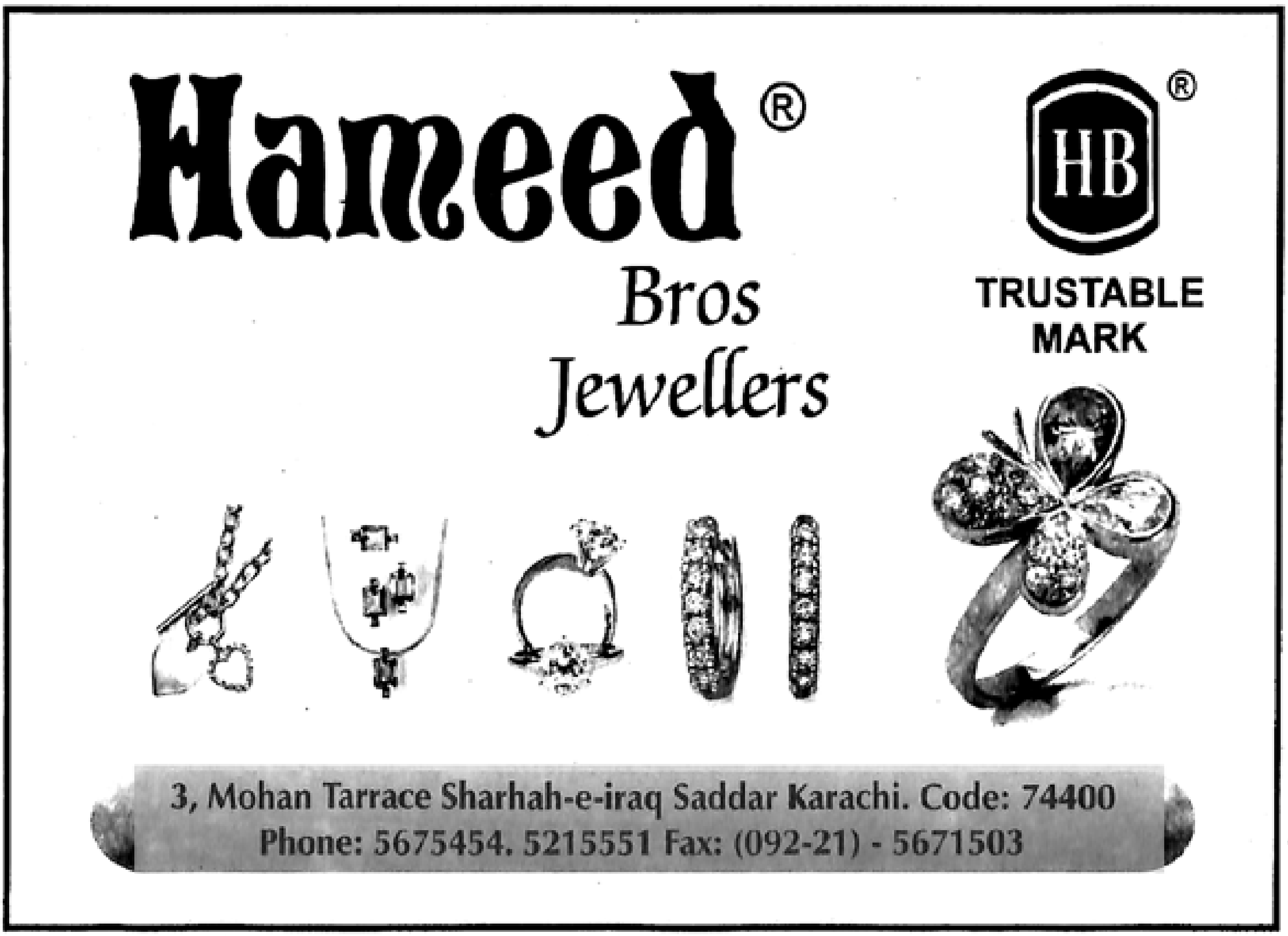

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور....

مولانا قاضی احسان احمد

پاکستان فتنوں کی آماجگاہ ہے، آئے روز کوئی نیا فتنہ رونما ہو کر اہل علم و دانش کو اضطراب اور پریشانی کا شکار کر دیتا ہے۔

ملک عزیز اس وقت جن نازک حالات سے گزر رہا ہے، اعتقادی، اقتصادی لحاظ سے تہی دست ہے، ملک وملت ناسازگار حالات سے دوچار ہیں، ان حالات میں ذہنی، فکری، ہم آہنگی وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ یکسوئی، اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔

چودھویں صدی میں ایک اور تاریک دور کا آغاز ہوا جس میں فتنہ قادیانیت اور مرزائیت نے سر اٹھایا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بدنما شکل میں یہ فتنہ ابھرا اس فتنہ قادیانیت کے دو پہلو زیادہ غور طلب ہیں: (۱) اعتقادی اور دینی پہلو، (۲) سیاسی پہلو۔

آیئے قادیانیت کے اعتقادی اور دینی پہلو کا جائزہ لیتے ہیں:

☆...... قادیانیت روئے زمین پر چلتی پھرتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا نام ہے۔

☆...... قادیانیت اسلام کے خلاف ایک متوازی نیا دین ہے۔

☆...... قادیانیت قرآن کریم کے مقابلہ میں نئی وحی ہے۔

☆...... شعائر اسلام کے مقابلہ میں قادیانی شعائر۔

☆...... امت محمدیہ کے مقابلہ میں ایک نئی قادیانی امت۔

☆...... مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں مکۃ المسیح۔

☆...... مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینۃ المسیح۔

☆...... نزول مسیح کی علامت کو پورا کرنے کے لئے منارۃ المسیح کی تعمیر۔

☆...... مسلمانوں کے حج کے مقابلہ میں قادیان کی سیر ظلی حج۔

☆...... اسلامی خلافت راشدہ کی طرز پر قادیانی خلافت کا قیام۔

☆...... امہات المومنین کے مقابلہ میں مرزا کی بیوی ام المومنین۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مقابلہ میں مرزا کے ۳۱۳ نام نہاد صحابہ کی جماعت۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود احمد قادیانی اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ اور فرق ان الفاظ میں نکالتا ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے، آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں، رسول اللہ کے امتیوں) سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد قادیانی مندرجہ الفضل ۳۰/ جولائی ۱۹۳۸ء)

آپ نے دیکھا کہ کس قدر مرزائیت اور قادیانیت کے دل و دماغ میں امت مسلمہ سے متعلق بغض و عناد کا طوفان گرم ہے، جب قادیانیت اور مرزائیت مسلمانوں سے ہر ہر چیز میں الگ ہے مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے تو پھر قادیانی اپنے آپ کو کس منہ سے مسلمان کہلانے کی بات کرتے ہیں؟ صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں نئے قادیانی دین کو نہ ماننے والے مسلمانوں سے متعلق کیا نظریہ اور سوچ رکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام:

''جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت ج:۹ ص:۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد نے اپنی کتاب آئینہ صداقت ص:۳۵ پر لکھا ہے کہ:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

دیکھئے قادیانیت اور مرزائیت مسلمانوں کے خلاف کیسے جذبات رکھتی ہے؟ جس نے نام بھی نہیں سنا وہ بھی کافر، دائرہ اسلام سے خارج ہے، یعنی مرزا کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تمام مسلمان ''دائرہ اسلام'' سے خارج ہیں۔

بنیادی طور پر قادیانیت ہمیشہ انگریز کی خیر خواہ اور مسلمانوں کی دشمن رہی ہے، اس انگریز کی خیر خواہی اور مسلم دشمنی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہونے دی۔

قادیانی اپنے آپ کو بڑے بااخلاق، بڑے میٹھا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ایسا ہے نہیں، یہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور۔

آیئے ملاحظہ کریں قادیانیوں کے پیشواؤں کی طرف سے اسلام دشمنی کی بھیانک تصویر چنانچہ قادیانی گرو مرزا محمود اپنے خطبہ میں کہتا ہے:

☆......''ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کریں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔''
(اخبار الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

☆......''ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔''
(اخبار الفضل، قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیانیت کی اسلام اور مسلمان دشمنی واضح ہو کر آپ کے سامنے آچکی ہے، اسی مسلم دشمنی کو بھانپ کر ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبالؒ نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو قانونی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت تسلیم کیا جائے، یہ مسلمانوں کا حصہ کسی بھی طور پر نہیں ہوسکتے، لیکن انگریزی جور وستم اس مطالبہ کو کسی بھی صورت قبول نہیں کرسکتا تھا۔

انگریز کے سایہ اقتدار میں پروان چڑھنے والی قادیانی تحریک کا زوال انگریز اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا، قیام پاکستان سے پہلے اکابرین ملت اسلامیہ اور فرزندان توحید اور نگہبانان ناموس رسالت اور محافظین ختم نبوت نے مرزائیت اور قادیانیت کے طاغوتی قلعہ پر دلائل وبراہین، ایمان ویقین، عشق وفا ایسی بمباری کی کہ قادیانی ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوگیا، مرزا محمود قادیانی بوکھلاہٹ کا شکار ہوکر عجیب عجیب باتیں اور موشگافیاں کرنے لگا بالآخر یہاں تک کہنے پر مجبور ہوگیا کہ قادیانی اور مرزائی اتنی محنت کریں کہ کم از کم ہم ایک صوبہ اپنا بنالیں، جس میں احمدیت کا راج ہو ایک الگ قادیانی صوبہ بنانے کے خواب دیکھنے لگا اور کہا سال ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے بلوچستان کو احمدی صوبہ بنادو۔ قربان جائیں بطل حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جن کا ہر لمحہ اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دفاع کے لئے وقف تھا۔

قادیانیت اور مرزائیت کے ایوانوں میں ناز ونعم میں پلنے والا مرزا محمود قادیانی کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے للکارا اور کہا کہ ۵۲ء تیرا تھا ۵۳ء عطاء اللہ شاہ بخاری کا ہوگا، چنانچہ چشم فلک نے وہ نظارہ دیکھا جب امیر شریعتؒ اور ان کے نام لیواؤں نے دیوانہ وار عشق رسالت کے تحفظ کا جام پی کر ملک عزیز اور اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوکر آواز حق بلند کی اور مسلمانوں کے دل ودماغ میں مرزائیت کی نفرت کو بھر دیا اور دس ہزار نوجوان مسلمان دفاع ناموس رسالت کے لئے قربان ہوگیا۔ بظاہر ظلم واستبداد کے ذریعے یہ عظیم الشان تحریک ختم نبوت ۵۳ء کچل دی گئی مگر درحقیقت قادیانیت اور مرزائیت کا شیرازہ بکھر جانے کی نوید مسرت تھی، وقت گزرتا گیا، لوگ ملتے گئے، کاروان بنتا گیا۔ بالآخر ایک مرتبہ قدرت کے فیصلے نے بھی انگڑائی لی اور قادیانیوں کے مقدر کا ستارہ ڈوب گیا، کہتے ہیں جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے، اسی جملہ کا مصداق قادیانی بنے، انہوں نے ۲۲/مئی ۱۹۷۴ء ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلباء سے چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر تو تکار کی، قادیانی لٹریچر تقسیم کرنے کی کوشش کی، غیرت مند مسلمانوں نے اسے قبول نہیں کیا، انہوں نے بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے، قادیانیت مردہ باد سے فضا میں سماں باندھ دیا۔ قادیانی قیادت اس امر کو کسی بھی صورت قبول نہیں کرسکتی تھی۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

تصادم ولڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی، گاڑی روانہ ہوگئی، ٹھیک ایک ہفتہ بعد یعنی ۲۹/مئی ۷۴ء، کو یہ طلبا اپنے پروگرام کے مطابق واپس آرہے تھے، قادیانی غنڈوں نے سرگودھا، شاہین آباد اور چناب نگر سے پہلے آنے والے اسٹیشنوں سے ٹرین میں سوار ہونا شروع کردیا، یہاں تک کہ جیسے ہی گاڑی چناب نگر اسٹیشن پر رکی، قادیانی گروہ کے تیار شدہ غنڈے اور گماشتے مسلمان طلبا پر ٹوٹ پڑے اور خوب ظلم وستم اور تشدد کا بازار گرم کیا، مسلمان نہتے طلبا کو آدھ موا کردیا، سامان لوٹ لیا، بہت ظلم ہوا، گاڑی تقریباً تین گھنٹے کے لگ بھگ چناب نگر اسٹیشن پر رکی رہی اس عظیم سانحہ اور قادیانی غنڈہ گردی کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مرکزی راہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کو ملی انہوں نے آناً فاناً خدام ختم نبوت، جاں نثاران تحفظ ناموس رسالت کی ایک بڑی تعداد کو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر جمع کیا، چنانچہ گاڑی خاک وخون میں لت پت طلبا کو لے کر فیصل آباد اسٹیشن پہنچی، اہلیان فیصل آباد، غلامان محمد بہت مختصر وقت میں ہزاروں کی تعداد میں اسٹیشن پر جمع ہوگئے، زخمی طلبا کو ٹرین سے اتارا گیا، ان کی مرہم پٹی کی گئی، دوائی کا اہتمام کیا گیا یہ موقع بہت رقت آمیز تھا، ہر طرف جوش وولولہ تھا، ”ناموس رسالت پر جان بھی قربان ہے، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے۔ ختم نبوت زندہ باد“ کے فلک شگاف نعروں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی، اس موقع پر مولانا تاج محمودؒ نے زخمی طلبا کو مخاطب کرکے تاریخی خطاب فرمایا: ”میرے بیٹو! تم ہماری اولاد ہو، جگر کے ٹکڑے ہو، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جب تک قادیانیوں سے آپ کے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب نہیں لے لیا جائے گا، اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔“ زخمی طلبا کے حوصلے اور بلند ہوئے، عزم وہمت کے کوہ گراں بنے، اپنے مستقر کی طرف روانہ ہوئے، ملتان سے پہلے خانیوال، شورکوٹ، ٹوبہ، گوجرہ، جہاں گاڑی رکتی وہاں ان کا فقید المثال استقبال ہوتا، قادیانیت و مرزائیت کے خلاف نعرے لگتے، حکومت کو قادیانی غنڈہ گردی کا نوٹس لینے کی بات ہوتی۔

بہرکیف اسباب کے درجہ میں یہ سبب بنا، تحریک چلنے پر پورا ملک سراپا احتجاج تھا، دینی، سیاسی، سماجی غرضیکہ تمام جماعتوں کی قیادت دفاع ختم نبوت کے لئے کمربستہ تھی، ملک عزیز میں قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی کے خلاف نفرت و بےزاری کی تحریک پیدا ہوچکی تھی، ہر مسلمان قادیانیوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا، ان کا تعاقب اپنا فرض منصبی سمجھتا، پورے ملک میں ایک ہی آواز تھی کہ:

☆......قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دو۔

☆......قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

☆......قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکا جائے۔

تحریک کو منظم اور راہ اعتدال پر رکھنے کے لئے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے کنوینر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقرر ہوئے۔ حضرتؒ نے سر پر کفن باندھ کر پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا اور تحریک کو ایک روح بخشی تمام قیادت مجتمع ہوچکی تھی، حکمران وقت کے لئے عوام کی اس آواز کو پس پشت ڈالنا ممکن نہ رہا، اگرچہ حکومت وقت نے لیت ولعل سے کام لیا مگر عوامی دباؤ کے سامنے حکومت نہ ٹھہر سکی، جب حکومت کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی تو جناب بھٹو صاحب نے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کردیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر پر گیارہ دن بحث وجرح ہوئی، قادیانیت کا کفر الم نشرح ہوکر ممبران پارلیمنٹ کے سامنے آگیا جو مسلمان مرزا ناصر کی ظاہری مومنانہ صورت کو دیکھ کر اہل حق علماء کی طرف بری نظروں سے دیکھ رہے تھے، جب کفر مرزا اسمبلی کے فلور پر آیا اور ان سب ممبران کو معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ہم سب کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج، کنجریوں اور کتیوں کی اولاد کہتا ہے تو وہ سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ قادیانیت اور مرزائیت کا اسلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں ہے، لہٰذا ان کو ملت اسلامیہ سے الگ کردینا ہی بالکل قرین مصلحت اور از قرآن وسنت ضروری ہے۔ چنانچہ وہ وقت آن پہنچا جب ۹۰ سالہ مسئلہ حل ہوگیا، مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا بول بالا ہوا، اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، ناموس رسالت کی پاسبانی کے فریضہ کی ادائیگی ہوئی اور اسلامیان پاکستان کے دل ودماغ نے سکھ کا سانس لیا۔

☆☆............☆☆

Sonara Gold Colection
سونارا گولڈ کلیکشن
NP1/59 مرادلوہار اسٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی
Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

خبروں پر ایک نظر

37ویں یوم ختم نبوت کانفرنس، پشاور

پشاور، مردان، پبی میں کامیاب ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

پشاور.... 7 ستمبر یوم ختم نبوت کے حوالے سے ملک بھر میں اجتماعات ہوئے۔جس میں 7 ستمبر کا مرکزی پروگرام صوبہ خیبر پختونخواہ کے دار الحکومت پشاور ،مردان عیدگاہ ، مرکزی جامع مسجد پبی نوشہرہ میں بھی حسب سابق امسال 37 واں یوم ختم نبوت انتہائی مذہبی ولولے سے منایا گیا۔وطن عزیز کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی تحاریک اور 1974ء،1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے مجاہدین اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔کانفرنس کو براہ راست انٹرنیٹ پر براڈ کاسٹ کیا جا رہا تھا۔جامع مسجد قاسم علی خان پشاور میں منعقدہ یوم ختم نبوت کانفرنس میں شمع رسالت کے پروانوں کی بھر پور شرکت انتہائی پرجوش اور پر تکریم رہی ۔شہر بھر کو اشتہاری پوسٹر ،رنگین بینرز اور پینا فلیکس سے مزین کیا گیا تھا۔پشاور میں سکیورٹی کے خدشہ اور انتظامیہ کی درخواست پر کانفرنس ختم نبوت چوک قصہ خوانی کی بجائے مسجد قاسم علی خان میں منعقد کی گئی ،مسجد اپنی کشادگی کے باوجود تنگ دامانی کا منظر پیش کر رہی تھی جس کی وجہ سے مسجد کے باہر سڑکیں بھی شرکاء سے اٹ گئیں ،کو بڑی سکرین کے ذریعے مسجد کے باہر قصہ خوانی بازار میں جلسے کی کاروائی دکھائی جا رہی تھی۔پشاور اور مردان ختم نبوت کانفرنس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور قریشی دامت برکاتہم کے زیر صدارت شروع ہوئی ،جبکہ پبی کانفرنس کی صدارت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے کی،شاہین ختم نبوت حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب تمام کانفرنسوں کے مہمان خصوصی تھے۔ پشاور میں کانفرنس کا آغاز قاری محمد عاصم سمیع کی تلاوت سے ہوا جنہوں نے ختم نبوت کے حوالے سے آیت تلاوت فرما کر غلامان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو گرمایا۔ہدیہ نعت اور ترانہ ختم نبوت مولانا احسان قدیر اور طاہر رشید نے پیش کر کے مجمع لوٹ لیا۔پروفیسر مولانا خیر البشر صاحب نے اپنے دلآویز خطاب میں مجاہدین ختم نبوت اور شہداء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ۔انہوں نے کہا کہ جب ملک کی تمام دینی اور مذہبی جماعتوں نے ایک پلیٹ فارم مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے 1974ء میں یکجہتی کا اظہار کیا تو 90 سالہ قربانیاں رنگ لائیں۔ علماء کرام ، سیاسی زعماء، اور اہل وطن نے جیلیں بھر کر غلامی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا اور بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی پاکستان نے متفقہ طور پر مرزا غلام قادیانی اور اس کی ذریت کے ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد اطہر سے کاٹ کر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے لئے یہ اعزاز ہے کہ اس تحریک کی قیادت خیبر تا کراچی اور قومی اسمبلی کے اندر اہل خیبر پختونخواہ کے علماء کرام نے فرمائی۔کانفرنس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس کام میں لگ جانا ایسا ہے جیسے صدیقی لشکر میں شامل ہو جانا۔انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے جس کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کے لئے 100 آیتیں نازل فرما کر بیان فرمائی ہے، جبکہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصف ذاتی مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لئے 210 احادیث مبارکہ ارشاد فرمائی ہیں۔مزید یہ کہ امت کا پہلا اجماع جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا ختم نبوت کے مسئلہ پر دور صدیقی میں ہوا جبکہ مسیلمہ کذاب کے خلاف مسلح جہاد کیا گیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔انہوں نے کہا کہ ہر دور میں مسلمان حکمرانوں نے صدیقی سنت پر عمل کرتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کو جہنم واصل کیا۔ برصغیر میں انگریز سامراج نے مسلمانوں میں تشتت اور افتراق کا بیج اپنے غلام مرزا غلام قادیانی کے ذریعے بویا جس نے انگریز سرکار کی اطاعت اور جہاد کی منسوخی کا چرچہ چلایا۔انہوں نے کہا کہ قادیانی اور اس کے پیرو کاروں نے ہمیشہ ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا ہے ۔شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے درست فرمایا تھا کہ ’’ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔‘‘یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان لوگوں کی سرپرستی اہل یورپ اسلام دشمن رہے ہیں۔انہوں نے کہا

کہ خاتم المرسلین صلی اللہ وسلم کے پروانے ان کی عیاریوں سے خود کو باخبر رکھیں اور اپنی اولاد کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہ رکھ کر قادیانیوں کے دجل وفریب سے بچائیں۔قاری سمیع اللہ جان فاروقی صاحب نے فرمایا کہ ان کانفرنسوں کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ جو نئی نسل 90 کی دہائی سے بعد پیدا ہوئی ہے وہ اپنے اسلاف کی عظیم قربانیوں سے آگاہ رہے۔اسی مقصد کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سایہ تحفظ ختم نبوت کا کام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بننے کی کوشش فرمائیں۔مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے فرمایا کہ ہر جگہ قادیانیت کا تعاقب کیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر قادیانی چاند پر بھی چلے گئے تو وہاں بھی ان کا پیچھا کیا جائے گا،انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو ملکی آئین کا پابند بنایا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء پر عمل در آمد کرایا جائے۔پشاور کانفرنس میں قراردادیں مولانا شفیق الرحمن صاحب نے پیش کیں،تمام مجمع وقفہ وقفہ سے شمع رسالت کے پروانوں کے نعروں سے گونجتا رہا۔پشاور کانفرنس کے شرکاء میں حضرت شیخ مولانا عبد الغفور قریشی صاحب، صاحبزادہ مولانا قاری محمد زکریا صاحب ،شاہین ختم نبوت حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب،مجاہد ختم نبوت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب،مولانا نور الحق نور صاحب، پروفیسر مولانا خیر البشر صاحب، پروفیسر مولانا اشفاق صاحب،حضرت مولانا میاں گل طوفان صاحب،مولانا لعل داد شاہ صاحب، قاری محمد حسین صاحب، مفتی عبد الشکور صاحب، مفتی واجد علی صاحب،مولانا عبد الکریم صاحب، قاری محمد عاصم صاحب، مولانا شفیق الرحمن صاحب،حکیم تاج محمد صاحب، مولانا بخت زادہ صاحب، مولانا سعید احمد صاحب، قاری شہادت عمر،مولانا محمود الحسن،مولانا قاری سیف اللہ،مولانا عابد کمال صاحب اور مجلس پشاور کے ٹاؤن ناظمین، نائب ناظمین اور ضلع بھر کی دینی قیادت وعوام نے بھر پور شرکت فرمائی۔مردان کانفرنس جو کہ جامع مسجد کسی میں منعقد ہونی تھی،شرکاء کی کثرت کی وجہ سے اس کو عیدگاہ کشتی روڈ میں منعقد کیا گیا۔مردان کانفرنس میں قادیانی مصنوعات اور قادیانیوں سے مکمل سوشل بائیکاٹ کا عہد لیا گیا کانفرنس کی صدارت حضرت شیخ مولانا عبدالغفور قریشی صاحب نے فرمائی،مہمان خصوصی حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب تھے۔مردان کانفرنس کثیر تعداد میں علماء کی شرکت کی وجہ سے بہت بارونق اور تاریخی اعتبار سے نہایت کامیاب رہی۔ کانفرنس سے مقامی بزرگ علماء کے بیانات کے علاوہ وکیل احناف مناظر اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب، حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب اور مجلس صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کا تاریخی خطاب ہوا۔کانفرنس میں تلاوت کلام پاک اور نعت مقبول سے شرکاء کے دلوں کو گرمایا گیا جبکہ کانفرنس کا اختتام حضرت شیخ مولانا عبدالغفور قریشی صاحب کی پرسوز اور رقت انگیز دعا سے ہوا۔مردان کانفرنس کے شرکاء میں حضرت شیخ مولانا عبد الغفور قریشی صاحب، صاحبزادہ مولانا قاری محمد زکریا صاحب، شاہین ختم نبوت حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب، مجاہد ختم نبوت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب،مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب، مفتی رشید صاحب،مفتی خالد صاحب، حافظ فضل خالق صاحب،مولانا سعید اللہ صاحب،مولانا قاضی عمر خطاب صاحب، قاری اکرام الحق صاحب، مفتی اعظم افریقہ رضا،الحق صاحب،حضرت مولانا غلام ربانی صاحب المعروف محب بابا جی صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا اسرائیل صاحب، مولانا اعزاز الحق صاحب،سابقہ ایم این اے مولانا شجاع الملک صاحب، مولانا اسرار الحق حقانی صاحب، مولانا قاری عبد الغفور صاحب، مولانا ندیم صاحب،مولانا فضل علیم صاحب،مولانا مفتی سجاد صاحب الحجابی،مولانا فیضان الحق صاحب صوابی، مولانا عابد کمال صاحب اور ضلع بھر کی دینی قیادت نے شرکت فرمائی۔یہی ضلع نوشہرہ میں پہلی مرتبہ مسجد خان خیل میں یوم ختم نبوت کے حوالے سے کانفرنس کا انعقاد کیا گیا،کانفرنس میں مقامی علماء اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت فرمائی اور عملاً آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت کا اظہار کیا۔یہی کانفرنس کی صدارت مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت علامہ اللہ وسایا صاحب تھے۔حضرت مولانا کے خصوصی بیان کے بعد اختتامی بیان اور دعا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے کی۔ کانفرنس میں مولانا محمد زاہد صاحب جامع مسجد خان خیل،مولانا قاری محمد اسلم صاحب، مفتی حاکم علی صاحب، مفتی فضل غنی صاحب،مولانا عابد کمال صاحب اور ضلع بھر کی دینی قیادت نے شرکت فرمائی۔حضرت شیخ مولانا عبدالغفور قریشی صاحب دامت برکاتہم پشاور میں رات گزار کر صبح مردان کانفرنس میں شرکت کے بعد ٹیکسلا روانہ ہوگئے،جس کے بعد انہوں نے کرک ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنی تھی،جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت اللہ وسایا صاحب یہی سے مانسہرہ کے ساتھیوں عبدالرؤف روفی اور یاسر کے ہمراہ پچھڑ اور کالا ڈھاکہ تحریکی دورے پر روانہ ہوگئے۔

قرار دادیں

37ویں یوم ختم نبوت کانفرنس 7 ستمبر 2011ء، قصہ خوانی پشاور

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا یہ عظیم الشان اجتماع تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء، 1974ء کے قائدین کارکنوں اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے، جن کی لازوال قربانیوں اور بے مثال جدوجہد کے ثمرہ میں 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اسی مشن کے طفیل 1984ء میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔

☆...... یہ اجتماع موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ملک وملت کے خلاف سازشوں کی بھرپور مذمت اور حکومتی بے حسی اور سرپرستانہ رویے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے، یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی سرپرستی کرکے شمع رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے پروانوں کی دل آزاری نہ کی جائے اور قادیانیوں کو تمام حساس اور کلیدی آسامیوں سے ہٹا کر امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء کا پابند بنایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع وطن عزیز کے مختلف حصوں میں بے گناہ مسلمانوں کا ملکی اداروں اور غیر ملکی قوتوں کی ظالمانہ بمباری اور قتل عام کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی ہی عوام کو اس بے دردی سے قتل کرنے کی بجائے ان کو تحفظ فراہم کرے۔ اور غیر ملکی فوجوں کی دخل اندازی سے اپنی سرحدات کو محفوظ بنائے۔

☆...... یہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ بشمول پاکستان دنیا کے کسی بھی ملک میں ہونے والی دہشت گردی سے علمائے کرام کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ ایک سازش کے تحت جید علمائے کرام کو آئے دن دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کیا جارہا ہے جبکہ مرکزی حکومت صرف تماشہ دیکھتی ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مفتی محمد جمیل خان شہید، مولانا نذیر احمد تونسوی شہید، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان، مولانا سعید احمد جلال پوری واکابر علماء کے قاتلوں کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگایا گیا یہ سب دین دشمنی پالیسی کا ثبوت ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت جلال پوری کے قتل کے کیس میں نامزد ملزم کو گرفتار کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع وطن عزیز، کشمیر، افغانستان، فلسطین، لیبیا، عراق اور دیگر مسلم ممالک کے سلسلہ میں امریکہ اور یورپی ممالک کے دوغلے کردار کی سخت مذمت کرتا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع پاکستان میں اکثر این جی اوز کی اسلام کے خلاف قادیانیت کی حمایت بہائیت اور عیسائیت کے پرچار اور امدادی کاموں کی آڑ میں اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جو این جی اوز اس گھناؤنے کام میں مشغول ہیں ان پر پابندی لگائی جائے۔

☆...... یہ عظیم اجتماع مرکزی حکومت اور وزارت مذہبی امور سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی ٹریول ایجنٹوں سے حج کا کوٹہ واپس لیا جائے جو کہ قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرکے عازمین حج کے ساتھ بھیجتے ہیں۔ اس طرح حرمین شریفین کی بے حرمتی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پامال ہوتے ہیں (تین سال پہلے بھی 100 قادیانیوں کو ان کی مشکوک سرگرمیوں پر جدہ میں گرفتار کیا گیا)۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی دہشت گرد ادارے اور قادیانی عسکریت پسند تنظیمیں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور تنظیم اطفال الاحمدیہ پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور ان کے اکاؤنٹس کی فی الفور چھان بین کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے اپیل کرتا ہے کہ دنیائے کفر کے مذموم عزائم کے سامنے سینہ سپر ہوجائیں اور ان نام نہاد مسلمان کہلانے والے طبقہ کی بھرپور مذمت کرتا ہے جو کہ غیر کی امداد پر ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم (ابوحنیفہ) اور اہل سنت والجماعت کے خلاف ایک گہری خطرناک سازش کے ذریعے ملک میں انتشار پیدا کر کے دشمنان اسلام کی تقویت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

☆...... پرویزی دور حکومت سے قبل کی اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات پر قانون سازی کی جائے اور ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

☆...... یہ اجتماع جملہ اہل اسلام سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر میدان میں ساتھ دیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک پرامن تبلیغی جدوجہد کے ذریعے مسلمانوں میں عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے مقدس مشن کے فروغ کے لئے عدم تشدد کی پالیسی پر گامزن ہے۔ لہٰذا یہ اجتماع تمام مکاتب فکر کے علماء سے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے تحفظ کے لئے مہینہ میں ایک جمعہ اور اسلامیان پاکستان سے فی یوم دس منٹ تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن کو دینے کی اپیل کرتا ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو شافع محشر ساقی کوثر خاتم النبیین، رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے قبول فرمالے۔ آمین۔

۷ ستمبر کا دن ہمارے اکابر اور امتِ مسلمہ کی فتح کا دن ہے: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

کراچی .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لانڈھی ملیر کے زیر انتظام ۷ ستمبر کو ایک عظیم الشان ''یومِ ختم نبوت'' کے حوالے سے ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد مفتی احمد الرحمٰن بالمقابل پاکستان مشین ٹول فیکٹری منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء استاذ القرا حضرت مولانا قاری نذیر احمد مالکی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مشہور ثناخواں حافظ امان اللہ قاضی نے نعت پیش کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے صدارت فرمائی۔

مولانا توصیف احمد مبلغ ختم نبوت نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح سورج کے ہوتے ہوئے کسی اور روشنی کو تلاش کرنا بے وقوفی ہے، اسی طرح آقائے نامدار امام الانبیاء خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کسی جھوٹے مدعی نبوت کی طرف دیکھنا اس سے بڑی حماقت اور دین اسلام کو خیرباد کہنے کے مترادف ہے۔ جہاں کہیں بھی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے، ہم ان کے جھوٹ وفریب کا پردہ چاک کریں گے۔ آج کا دن تجدید عہد کا دن ہے انشاء اللہ ہم اس عہد کو پورا کریں گے۔

مولانا قاضی منیب الرحمٰن نے تحریک ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ عوام الناس کو ہمیشہ بیدار رہنا ہوگا۔ آج کل مختلف چینل پر ایمان کے لٹیرے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، جن کا قول ان کے عمل کی عکاسی نہیں کرتا، جن کا لباس خلاف سنت، جن کی وضع قطع خلاف سنت، ہمارے اکابر نے ایسے لوگوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے آخر دم تک زید حامد جیسے فتنہ پرور کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو علماء کی محنت رنگ لائی اور اللہ رب العزت نے قادیانیت کے اس سرطان کو مسلمانوں سے جدا کرکے مسلمانوں پر یہ واضح کیا کہ اس ملک میں اسلام کا علم ہمیشہ بلند ہی رہے گا۔

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کہا کہ الحمدللہ! ہمارے اکابر نے ہمیں جو راستہ دیا ہے، ہمیں اس پر فخر ہے، ہم اپنے اکابر جیسی زندگی بھی مانگتے ہیں اور اپنے اکابر جیسی موت بھی مانگتے ہیں۔ ہمارے اکابر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اپنی جان دی۔ ۱۹۷۴ء میں ہمارے اکابر نے محنت کرکے اس ملک کو اس مقام تک پہنچایا کہ پارلیمنٹ بھی مجبور ہوگئی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ ہمارے اکابر اور امت مسلمہ کی فتح کا دن ہے، ہمیں اس دن پر فخر کرنا چاہیے۔

اہلسنت والجماعت کراچی کے صدر علامہ اورنگزیب فاروقی نے کہا کہ الحمدللہ! یہ اتحاد کی برکت تھی کہ اس مسئلہ کو بڑی قربانیوں کے بعد امت نے پارلیمنٹ سے حل کروایا اور آج ہم یہ تجدید عہد کرتے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صف اول کے سپاہی کا کردار ادا کریں گے۔ جہاں ہمارے اکابر کا پسینہ گرے گا، وہاں ان عشاق صحابہ کرام کا خون گرے گا۔

اس کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا احسن راجہ نے ادا کئے جبکہ کانفرنس کے انتظامات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے نگران مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے سنبھالے۔ مقامی علماء کرام میں مولانا عبدالرزاق ہزاروی، مولانا اقبال خان، مولانا صالح محمد، مولانا عبدالماجد، مولانا عبداللہ، مولانا اسرار غنی، مولانا عمر فاروق، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا مفتی طاہر، مفتی ثاقب، قاری اشفاق، قاری سجاد، قاری شاہجہان، حافظ اسرار، شاکر اللہ نے شرکت فرمائی۔ میزبانی کے فرائض مولانا عادل نے ادا کئے، یہ عظیم الشان کانفرنس تقریباً پونے ایک بجے مولانا عبدالرزاق ہزاروی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مفتی محمد فرید نقشبندیؒ کی رحلت

فیضان الحق مجددی شاہ منصوری

محدث کبیر، فقیہ العصر، عارف اللہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فرید نقشبندی مجددیؒ ضلع صوابی کے موضع زروبی میں ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ نسلاً افغان اور پٹھان تھے، آپ بروز جمعہ یوم عید الفطر بوقت طلوع فجر ۱۹۲۶ء کو موضع زروبی صوابی میں مولانا خبیب اللہ کے گھر پیدا ہوئے، آپؒ گاؤں کے مقامی اسکول سے چھٹی جماعت پاس کرنے کے بعد علم دین کے حصول کے لئے اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ شریف مردان گئے اور علوم اور فنون کی اکثر کتابیں ان ہی سے پڑھیں، منطق اور فلسفہ اور ریاضی کی بعض کتب حضرت مولانا خان صاحب سے پڑھیں اور فنون کی بعض کتب مولانا الشیخ عبدالرزاق نقشبندی مجددیؒ شاہ منصوری سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ موقوف علیہ اور صحاح ستہ پڑھنے کے لئے مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہوکر دستار فضیلت حاصل کی۔

حضرت اقدس مفتی صاحبؒ شعبان ۱۳۶۹ھ میں شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ سے مردان میں بیعت ہوئی اور تمام اسباق خاندان نقشبندی ختم کرنے کے بعد کیم صفر بروز اتوار ۱۳۷۸ھ بمقام گجرات (مردان) میں خلافت سے نوازے گئے، آپؒ نے فراغت سے تین سال قبل تدریس شروع کی تھی، فراغت کے بعد ایک سال اپنے گاؤں زروبی میں تدریس کی اور اس کے بعد جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بحیثیت مدرس اعلیٰ تقرری ہوئی اور ساتھ ہی افتاء کا کام بھی شروع کیا اور سات سال تک جامعہ میں ہر قسم کی کتب پڑھائیں بعد ازاں شرعی اعذار کی وجہ سے جامعہ سے مستعفی ہوکر دار العلوم اسلامیہ چارسدہ میں استاذ الحدیث اور صدر المدرسین مقرر ہوئے، تین سال بعد واپس جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک آنا چاہا لیکن مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ اور خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نے دار العلوم حقانیہ کو ہی جانا پسند فرمایا۔ چنانچہ مفتی صاحبؒ حسب خواہش اکابر شوال ۱۳۸۵ھ کو دار العلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دار العلوم حقانیہ میں تیس سال تدریس کے بعد ۱۹۹۶ء میں فالج کے حملے سے مزید درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھنے سے قاصر رہے۔ تقریباً ۱۵ سال تک اسی بیماری کے زیر اثر رہے تاہم قدرت کی طرف سے صبر وتحمل اور ہمت و استقلال کی بے پناہ قوت سے نوازے گئے تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک اپنے دار العلوم کے تمام تر اجتماعی اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور انفرادی اعمال کی پابندی پر آخری سانس تک توفیق باللہ سے بھی نوازے گئے۔

مفتی صاحبؒ ایک عظیم مقبول اور معروف ترین مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ کے مصنف بھی تھے۔ متعدد مقالات اور فتاویٰ کے علاوہ آپ کی درجنوں تصانیف شائع ہوئی ہیں۔ آپؒ مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نقشبندی کے خلفائے عظام میں سے تھے، نماز فجر اور عصر کے بعد معتقدین اور سالکین کے ساتھ ختم خواجگان اور اجتماعی مراقبہ کرنا حضرت اقدس مفتی صاحب کا معمول تھا اور تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں ہفتہ ۹ رجولائی ۲۰۱۱ کو دار فانی سے دار بقا چلے گئے۔

آپ کے فرزند مہتمم دار العلوم صدیقیہ مولانا حافظ حسین احمد صاحب کو آپ کی وفات کے بعد آپ کا جانشین مقرر کردیا گیا، آپ کے تلامذہ میں سے مفتی اعظم افریقہ حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا نور محمد ثاقب سابق چیف جسٹس افغانستان، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب، نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ، مفتی احمد الرحمٰن مرحوم، سابق مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، مولانا قاضی فضل اللہ صاحب حال مقیم امریکا، مولانا حبیب الحق صاحب مبلغ تبلیغی جماعت مردان مرکز، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ امیر جے یو آئی (کے پی کے) مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی، مولانا عبدالکبیر سابق گورنر ننگرہار، ڈاکٹر احمد جان الازہری اسلام آباد یونیورسٹی، مفتی غلام الرحمٰن پشاور جیسے جید علماء کرام شامل ہیں جبکہ خلفاء میں مفتی سیف اللہ رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا منور اللہ صاحب، شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ، مولانا خبیب الحق مردان مرکز، مفتی غلام الرحمٰن، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ، مولانا عبدالباری کوئٹہ جیسے عظیم ہستیوں کو آپ ہی کی صحبت سے سرفرازی کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

REGD. SS.160

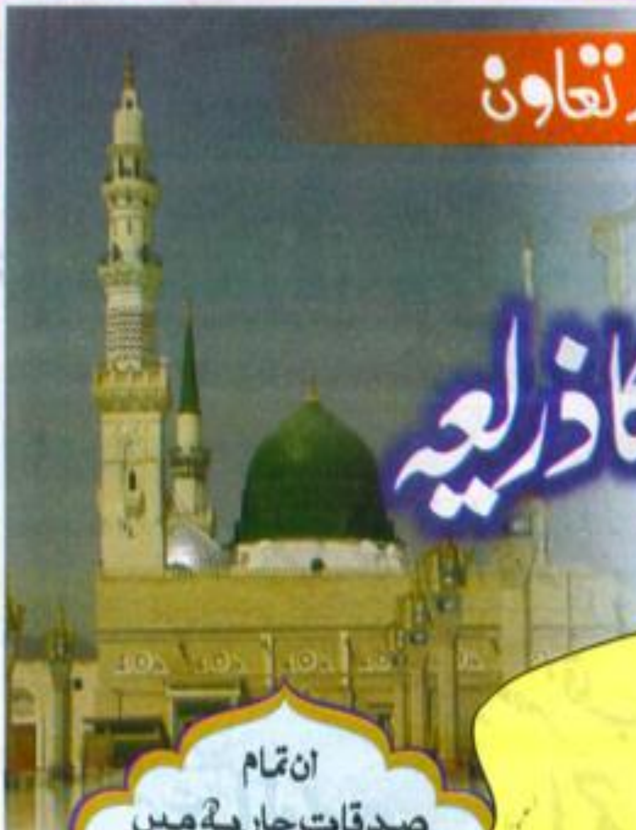

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ